

لیکن در الما

شناق احمد



مُحَمَّد ، فَارِق ، فَرِزانَة
اوْر — اِسْكَنْدَر جَشِيد سِيرِز

تَأْوِلْ نَمِيرِس ٥٣٣

خُوبیں ڈراما

اشتیاق احمد



حَشْرُ شِيفٍ

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،
اپنے نامدار حضرت حجۃ بن الظہب دلم نے فرمایا، رکھتی کے
ایک بازو میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا ہے۔
جب وہ کھانے میں گرے تو اس کو ڈبو دو کیا نے
میں، کیونکہ وہ زہر کا بازو ہے اگر رکھتی ہے (اور دوسری
کھانے میں پھٹے ڈالتی ہے) اور شفا کا بازو ہے جسے
رکھتی ہے۔

معجزی

مسن ابن ماجہ شریف، جلد سوم
صفحہ نمبر ۱۱۶، حدیث نمبر ۳۹۷

حدائق حجۃ و حجۃ بشر محفوظ ہیں

نام ناول	خوبیں ڈراما
طبع	اشتیاق احمد
کتابت	سعید نامدار
سرداق	خاہر ایں ملک
قابوی شیر	شیم احمد لیڈویک
طبع	علیم عیم پرمند
قامت	دس روپے

اشتیاق پہلوی گلشنہ

۹/۱۲ نصر آباد — سلم پورہ — سانده کلاں — لاہور

فروٹ نمبر: 321537

دو باتیں

اسلام علیکم!

اگر کوئی نام سے آپھر نادلھ بہر کوئی تعداد کے مطابق
نمبر دیکھیں گے۔ پہلے نادلھ بہر ۵۲۳ نمبر اور اس کے
طریقے اگلے نمبر۔

سر اکھر کوئی تفصیل کچھ یاد رکھے ہے۔

آج ہے پہلے ہر یوریز کے مطابق نادلھ بہر
نمبر دیے جاتے ہے اور اس کے مطابق دوسرے اداروں کو
سے شائع ہونے والے نمبر شامل ہیں تھے کیے جاتے
تھے، لیکن ابھر ۹۔ ۰۵۲۳ سے نمبر شروع کیا جا رہا ہے،
اس کے بعد قریب تر قریب قائم نادلھ شامل کر دیے
گئے ہیں اور اس کو تفصیل اس طریقہ ہے:

- حکم غلام علیہ السلام نے ۳۶ نادلھ شائع ہوئے،
فروض میز سے ۱۲، مکتبہ باخڑہ بہار سے ۱۱، مکتبہ ادا
سے ۲۰، مکتبہ اشتیاق اور اشتیاق بہر کیشن سے

انپکٹر جنیڈ یوریز کے ۱۱۰، انپکٹر کامران مرزا یوریز کے
۲۲، شوکی یوریز کے ۵۵، خاص نمبر ۳۰، اسلام
کتبخانے کے ۷۰ نادلھ، منصہ خاص نمبر
۷۷، متفقہ ۹۰ اور تھنڈھ نیا ادھر ۱۲۔

یہ کل تعداد ۵۲۲ بخوبی۔ اس کی وجہ سے
نادلھ نمبر ۵۲۳ سے نادلھ بہر کوئی تعداد کے مطابق
نمبر درج کیے جا رہے ہیں۔ خوبی ڈراما نادلھ نمبر
۵۲۳ آپھ کے ہاتھوں تھے۔

اکھر کے ملادہ یکہ اور نادلھ کچھ اداروں کے شائع
ہوئے تھے، جو بھے ابھر یاد ہیں تھے۔ اور وہ وہ پے
والوں، ایکھر روپے والوں اور پچھے کھیے والوں انگلش
کی ہیں۔ حکم غلام علیہ السلام نے ۳۶ نادلھ شائع کیا تھا۔
یوریز کے شا خذیر، بورے والے نادلھ کوئی کوئی تعداد یوریز
اکھر کو شامل ہیں کیا گیا ہے۔ ملکریہ:

.....

۲۰۸۹۴

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمایا :

- قبروں کو پونز کرنے سے۔
- قبروں پر بکتے گلانے سے۔
- قبروں پر عمدتیں بنانے سے۔
- قبروں کو سچھہ گاؤ بنانے سے۔
- قبروں پر حُرس کرنے سے۔
- قبروں پر چل طالاں کرنے سے۔
- قبروں پر گورنوں کے جانے سے۔
- قبروں کو بند کرنے سے۔
- قبروں پر مید لگانے سے۔
- قبروں کو پوبختے سے۔

بحوالہ:

نخاری — مسلم — ترمذی — ابن ماجہ —
ابوداؤد — تسانی — موطا امام مالک — شکرہ

نادل پڑھنے سے پہنچے یہ دیکھ لیں کہ :

• آدم خوار کا آئیں —
 • آپ کو سخاں کو کافی ہم آئیں کر —
 • کل آپ کاری شست یا استھان آئیں —
 • آپ سے کسی کو دوت آئیں وہ دکی —
 • آپ کے نئے گھروں لے کر قیام آئیں گا کہ
 اگر اسے باز لے جائے سے کامیابی سے باختی
 نہاد لے کر اللہ کو حیر رکھیں۔ پرانے نہاد کو رکھ سب
 کا سوچ سے غارہ پر ہر یار ہے، پرانا نہاد پر ہر یار ہے۔ شکرہ
 حصہ

اشتاق احمد

ترتیب

- وہ کہاں تھا
- توڑ دین گے
- ہنگامہ
- فون بو تند
- لفاف
- رشید شاہ
- کوبے پا

وہ کہاں تھا

”ہیلو پورے۔ آدمی سے میاں کو ختم کر دو۔ ہر حال
میں، وہ جہاں کیسی بھی ہو، تلاش کر کے ختم کر دو۔“
”وہ زندہ نیز گی تو پھر ہم سب ختم ہو جائیں گے۔
بھکر لے گئے۔

”بھکر گی باس۔ آدمی سے میاں کو حکام بالکل ختم بھیں۔
آج کے بعد وہ زندہ نظر نہیں آتے گا：“

”گُذُر: خجال رہے۔ اے اس بات کا علم ہو گیا ہے
کہ میں اسے ختم کرنے پر ٹھیک گیا ہوں، یکوئک اس نے ہمارے
پکھ ایسے راز جان لیے ہیں۔ جن کے ذریعے۔ اب یا تو
وہ ہمیں جیک میل کر سکتا ہے۔ یا پھر وہ راز پولیس کو
 بتا سکتا ہے۔ اور اس صورت میں سارے شہر کی پولیس
 ہمارے تیچھے ہو گی اور ہم اس کے آگے ہوں گے۔ وہ
 اس وقت تک ہمارا ہیچا نہیں چھوڑے گی جب تک بھیں

"یکن آدم سے میاں کو کیا سوچی۔ وہ تو بہت سیدھا
سادا ساتھی تھا ہمارا۔"

"یا تو لایخ نے اسے انھا کر دیا، یا پھر باس کے
خلاف اس کے اندر بند بات پیدا ہو گئے ہوں گے۔"
تو پھر۔ کیا ہم جائیں اور اس کا پتا صاف کریں۔
"ہاں بالکل؛ یہی تو کرتا ہے۔"

ہم جا رہے ہیں اسٹاد اور اب اس خبر کے ساتھ
ویسی گئے کہ آدم سے میاں اب اس کذینا میں نہیں ہے۔
شکریہ! میرا نام کا ہے جھلا ہے پورے نے عجب
سے انداز میں کہا۔

دی کے دس آدمی مارے خوف کے کانپ گئے:

"آ۔ آ۔ آ۔ آپ کا نام۔ آپ کا نام اسٹاد ہے۔
آپ میں بھی ہمارے اسٹاد۔ ہم نے وہ کچھ سیکھا ہے،
آپ سے سیکا ہے، آپ کے بیخ ہم کچھ بھی نہیں؟"

"اور یہ بھی کہ وگر تم اسے ہلاک کرنے میں کامیاب
نہ ہوئے تو میں تم لوگوں کا کیا حشر کر دیں گا؟"
"نچ۔ بھی۔ ہم جانتے ہیں۔"

"اوہ یہ بھی کہ اگر تم اسے نہ مار سکے اور مجھ سے بچنے
کے لیے سمندر کے پیچے بھی جا پچھے تو بھی میں تھیں تلاش

ہلاک نہ کر دے یا گرفتار نہ کر لے۔ مجھ گئے:
"میں سر۔ آپ بالکل نظر نہ کریں۔ اسے ختم کر دیتا تو
یہر سے یا میں اتنا کامیل ہے۔"
بس شیک ہے۔ اب میرا اٹھنا ہو گیا۔ جو نہیں تم
اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔ مجھے دن کر دینا۔
اوے کے باس۔ پُردوے کے کما۔

تون کا دیبور رکھ کر پتھرے نے اپنی میز کے پانے
میں لکھا ہوا ٹھنڈا دبا دیا۔ اور دبالتا ہی چلا گیا، ہاں تک
کہ اس کے کمرے میں دس ہٹے کٹے نوجوان۔ بڑی بڑی
وہیں وائے غنڈہ صورت آ موجود ہوئے اور ایک قطاد
میں سکھڑے ہو گئے:

"باس کا یا نہم۔ تو ہے میاں کو فوری طور پر ختم
کرنا ہے۔"

"یہ انوکھا نہم تو بھی میں نہیں آیا۔"
اے باس کے پکھ راز معلوم ہو گئے ہیں۔ ان داؤں
کی موجودگی میں وہ یا تو انھیں بیک میں کرے گا، یا
یوں کو اعلان دے گا۔ ددنوں صورتوں میں اسی
آدمی سے میاں ہمارے لیے حد درجے نظرناک میں پکھا
ہے، لہذا اسے ختم کرنا ہی ہو گا۔"

”بائکل : تم نظر نہ کرو۔ وہ تو بھی چوہے کی طرح مارا جائے گا۔“

”شکریہ چھوٹے آستاد، آپ کا بھی بھواب نہیں۔“

پھر وہ گاڑی سے اُٹر کر ایک طرف چلا گی۔ باقی فائدہ ہی بیٹھے رہے۔ گاڑی کا انہیں پڑا رہا۔

”بے چادہ آؤ سے میاں۔ اس نے اپنی موت کو خود آواز دی۔ ایک نے دودھ بھری آواز میں کہا۔“

”اُنہیں اسی سے کس قدر بحث ہے۔ جی نہیں چاہ رہا کہ اسے ختم کیا جائے، یکن اگر اسے زندہ پھوڑتے ہیں تو پھر تم سب مرتے ہیں۔ لہذا اس کا کام تواب نام کرنا ہی ہو گا۔“

”بائکل : بحث لگی جاڑی میں۔“ تیرا بولا۔

”کلاشن کوفت کی گریوں کی آوازیں اب آیا ہی چاہتی ہیں۔“
”بُونی آواز آتے۔ گھادی آہست آہست پلانا شروع کر دینا، چھوٹا آستاد دوڑتا ہوا آتے گا اور گاڑی میں سوار ہو جائے گا۔“

”نظر نہ کرو۔ ڈرائیور بیٹھ چر بیٹھے خذڑے نے فوراً کہا۔“

”آخر ہے ہمدا باس کیا کام کرتا ہے؟“

کر دیں گا۔“

”اُنہیں یہ بھی جانتے ہیں۔“ ایک نے کانپ کر کہا۔

”اب تم جاؤ۔ میں صرف اور صرف ایک نجی سُتنا پسند کر دیں گا۔ ایک کے ملاوہ دوسرا نہیں۔ یہ کہ کوئی سیاں کا کام تمام کر دیا گی ہے۔ اگر تم مجھے یہ خبر سننا سکے۔ تو تصادی بلکہ نہ دس آدمی میں ہے میں گے۔“

اور تم...“

”اُس نے یہ مدد آدھورا چھوڑ دیا۔ دس کے دس اس بُری طرح کاپنے بیسے بید کی چھڑی کو جھٹکا مار دیا جائے۔ اور پھر وہ اسی حالت میں کمرے سے نیک گئے۔“

عہادت سے نیکل کر وہ ایک بُری گاڑی میں جلدی جلدی لد گئے۔ ان کے پاس کلاشن کوفیں تھیں۔ پھر دوں ہر دوں بھی تھی۔ گاڑی خراٹے بھرتی سڑک پر اڈی جا رہی تھی، پھر اپاک گاڑی رک گئی۔

”صرف میں جاؤں گا۔ کلاشن کوفت جیکٹ کے نیچے پھا کر۔ ابھی شاید اسے پتا بھی نہ ہو کہ اس کی موت کے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں۔“

”اُنہیں اس صورت میں تو کام بہت آسانی سے ہو جائے گا۔“

"ہاں؟ اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"اب آئی ہماری محبت؟"

"ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ کہیں بھی ہو۔ ہم اسے
ٹھاکریں کریں گے۔"

"تب پھر اسٹاد۔ وہ۔ جھائی کے اڈے پر ملے گا۔
وہ اکثر دہلوں جو کھیتہ ہے۔ ایک نے کہا۔

"ہاں؟ صحیح ہے۔ یہ رخیال بھی اسی طرف گی تھا،
پھر اسٹاد نے کہا۔

جھائی کا اڈا دہلوں سے صرف پچھہ منٹ کے راستے
تھا۔ پسندہ منٹ بعد گلزاری ایک بار پھر روک دی
گئی۔ اسٹاد نے سرہ آوازیں کہا:

"تم اڈے کو چاروں طرف سے گھیرو، جب تک
ہمیں آؤئے میان نہیں مل جاتا، اس وقت تک کوئی بیان
سے جانے نہ پائے۔ پھرے پر نعایمیں ڈال دو۔ یہ
کہ کہ اس نے اپنا چہرہ بھی چھایا۔ ایک بیٹن دبانے
سے گلزاری کی نمبر پیٹھ بھی بدل گئی۔ اس قسم کے کام
انھیں روزانہ کرنا پڑتے تھے۔ لہذا ماہر تھے۔

پھر چھوٹا اسٹاد ہونے نانے میں داخل ہوا۔
اس کے چھرے پر نعاب اور ناصہ میں کھاش کوف دیکھ

"یہ صرف بڑے اسٹاد کو معلوم ہے۔ وہ اس کے
نام راز جانتا ہے۔ اسی لیے تو اس پر اتنا بھروسہ
کرتا ہے۔

"لیکن۔ پس بڑا اسٹاد جانتا ہے۔ باس کون ہے؟
"بھیں نہیں معلوم۔ جانتا ہے یا نہیں جانتا۔
بھیں کیا؟"

"ہوں۔ اوسے اب تک گویوں کی آواز سنائی نہیں دی۔
ایک نے چونک کر کہا۔

"چرت ہے۔ کمال ہے۔
اُسی وقت چھوٹا اسٹاد آتا نظر آیا۔ اس کے چھرے
پر غصتے کے آثار تھے، پھر بُونی وہ گلزاری میں بیٹھا،
ایک نے کہا:

"کیا ہوا چھوٹے اسٹاد؟
"ہونا یہ تھا۔ وہ کم سخت غائب ہے۔ لھر کے دروازے
پر ٹالا گلا ہے۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ٹالا گلا کر وہ اندر چھپ گی ہو۔
نہیں؟ میں نے دیکھ یہ ہے۔ چھپے دروازے کو توڑ
کر میں اندر جا پھکا ہوں۔ وہ انہ نہیں ہے۔
"وہیں کا مطلب ہے۔ اسے یہ بات معلوم ہو گئی ہے۔"

تحا۔ تجوہی اسٹاد اندر داخل ہوا، وہ پڑک کر سیدھا ہو گی:

” یہ مطلب — کون ہیں آپ اور یہرے دفتر میں اس طرح ہم نے کسی یہ مطلب ہے؟ ”

” زیادہ بتو نہیں بھائی — یہ بتاؤ — آدمی یہاں کہاں ہے؟ ”

” اودے! تو آپ آدمی یہاں کی تلاش میں ہیں ہیں — وہ یہاں آیا تھا۔ اس نے یہرے پاس اپنی ایک بڑی رقم بطور امامت رکھی ہوئی تھی۔ آپ شاید جانتے ہوں گے — جواری بے ایمان نہیں ہوتے — یہاں مطلب ہے۔ ”

” وہ پچھے جواری ہوتے ہیں — وہ — لہذا میں نے اس کے مقابلے پر اس کی رقم اس کے حوالے کر دی۔ ”

” اودے — یہکہ یاد رہے — اگر وہ یہاں ہوا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا! ”

” سارا جوان خانہ حاضر ہے — تلاشی لے لیں: ”

” شکریہ! وہ تو ہم یہیں گئے! ”

استاد باہر نکل گی۔ اب اپنے نو ساتھی بھی انہیں لے آیا۔

” تلاش کرو اس سوکر — وہ یہاں آیا تھا۔ جوئے

کہ اندر موت کا سٹالا چھا گیا:

آپ لوگوں کو خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔

آپ اپنا کام جاری رکھیں — مجھے تو اپنے ایک ساتھی کی تلاش ہے۔ وہ ذرا بخادت پر اتر آیا ہے۔ اسے سہن

سکھانا ہے۔ ” اد کے — اد کے ” جواری خوش ہو کر بولے — اور کہی

ایک نے کھیل شروع کر دیا، یہکہ بنت سے جوں کے توں

بیٹھے رہتے، ان میں سے ایک نے کہا:

” اور آپ کے شکار کا کیا نام ہے؟ ”

” آدمی یہاں دیکھا ہے آپ لوگوں نے اسے: ”

” ہاں! آیا تو تھا آدمی گھٹا پٹے، یہکہ اب تو نظر

نیس آ رہا۔ اس کا مطلب ہے — جا چکا ہے۔ ” دوسرا

نے کہ اودے باقی رادھر ادھر دیکھنے لگے، یہکہ انھیں تو سے

یہاں کمیں بھی نظر نہ آیا۔ ”

” اگر وہ آدمی گھٹا پٹے یہاں تھا تو پھر اب بھی یہیں

ہے۔ ” یہ کہ استاد اندر کی طرف بڑھا۔ ایک بار

پھر ان سب پر خوف طاری ہو گی۔ جوئے غافلے

کے آخر میں ایک خوب صورت سا کمرہ تھا۔ چھوٹا سا۔ اس میں ایک موٹا سا آدمی بیٹھا گئی تاکہ پر کام کر دے

خانے کے ہاٹ کے پاس اس کی رقم تھی۔ اس کا کہنے
ہے کہ وہ رقم مے کر چلا گیا۔
”اوہ۔ یہ تو ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔
”ہو سکتا ہے۔ بھائی جھوٹ بول رہا ہو۔ لہذا تلاش
کرنا ہو گا۔“
”اوہ کے پھوٹنے آتادا۔“

ان سب نے ہوتے خانے کا ایک ایک جھٹہ اپنی
طرح کھینکا ڈالا۔ پھر مایوس ہو کر باہر نکل گئے۔
سب لوگ خوف زدہ نظرؤں سے ایسیں جانتے ہوتے
ہی رکھتے رہے۔ یہاں تک کہ گھاؤڑی نظرؤں سے
اوہ جمل ہو گئی۔ اس وقت بھائی اپنی گرسی سے اٹھا،
اس نے اپنے کمرے کے فرش پر پھا مونا قالیں
الٹ دیا، لیکن اس سے پہلے وہ کمرے کا دروازہ
اندد سے بند کر چکا تھا۔ اب باہر سے کوئی اندر
بھانک بھی نہیں سکتا تھا، یونک اس نے کوئی ایسی
درد یا سوراخ نہیں چھوڑا تھا۔ قالیں اٹھنے پر ایک
دروازہ نظر آیا۔ اس کو اٹھا کر وہ یونچے آترا۔ یونچے
ایک تھا۔ اس میں ایک آدمی چارپائی پر
یشا تھا۔

”وہ آئے تھے آدمی ہیں۔ اس وقت تو تلاش کر کے پہلے
گئے ہیں، لیکن وہ پھر آئیں گے۔ جب تم انہیں نہیں طر
کے تا۔ تو پھر آئیں گے۔“
”میں جانتا ہوں۔ کہ وہ یہاں پھر آئیں گے۔ وہ
ہر اس بندگی پر باد جائیں گے جہاں میں انہیں مل سکتا
ہوں۔ لہذا میں تم پر زیادہ وجہ نہیں بخوبی گا۔
بھائی۔ میں یہاں سے جا رہا ہوں۔“
”اس وقت نہیں۔ جب جوا خانہ بند ہو جائے گا۔
جب تمام بھاری پہلے جائیں گے، اُس وقت۔“
”تمہارا یہ احسان یاد رہے گا بھائی۔“
”تم یہرے دوست ہو۔ اور دوست وہی ہے۔
جو میبیت میں دوست کے کام آئے۔ یہ نہیں کہ
دوست سے تو تمام قائدے اٹھا یئے۔ اور اس پر
دکھ اور مصیبت کا وقت آیا تو اس کی مدد سے ہاتھ
یک اٹھا یا۔ یا جب یہک گھر سے فائدہ اٹھایا جا سکا،
اس وقت یہک تو اسے دوست رکھا اور پھر اپنی دوستی
کے بھی اسے خارج کر دیا۔ دنیا میں دیے یہی
پکھ ہوتا ہے۔
”ہوں! تم بہت ایسے ہو۔ بھائی۔ بہت اچھے۔“

۶۱
بہر بھے کے پاس وہ آ جائیں۔ میں انھیں دہان مل جاؤں
گا۔ وہ مجھے دہان سے لے لیں۔
”اچھا نیک ہے۔ میں ایسا کر دیتا ہوں۔ تم نکر
ن کرو۔“
یہ کہ کر وہ اور پر ہ گی اور فون پر جھک گی۔

۶۰
”لیکن آئنے یہاں! یہ تم نے کیا ہے۔ سانپ کے
مز میں اتم ڈال دیا۔ اب یہ وگ نہیں تماش کر کے
دہیں گے۔ تم کب تک ان سے چھپو گے۔“
”تم مجھے صرف اور صرف ایک بچک پہنچا دو۔ یا ان
لگوں کو یہاں بلا دو۔ پھر میں ان شاء اللہ ان سے
پہنچ جاؤں گا۔“
”تم کن کی بات کر رہے ہو؟ بھائی نے چیران
ہو کر کہا۔

”انپکڑ جسٹے اور ان کے پکوں کی۔ اس وقت بس
وہ میرے کام آ سکتے ہیں۔“
”اچھی بات ہے۔ میں ان سے رابطہ کرتا ہوں۔
یکن بھتی۔ اس طرح تو مجھے اپنے اس جوئے خانے
سے لادہ دھونا پڑیں گے۔ اور خود مجھے جیل جانا
پڑے گا۔“

”نہیں۔ اُس وقت یہاں کوئی بواری موجود نہیں
ہو گا۔“

”پھر بھی۔ یہاں جو کھیلنے کی اس قدر چیزیں ہیں،
میں کس کس پر پردہ ڈالوں گا۔“
”اچھا تو پھر تم انھیں فون کر دو۔ اس سڑک کے

" تو پھر - اب کی کریں؟"

جوئے خانے کی خیز بھائی - میدان صاف دیکھ کر
بھائی اسے اشارہ دے گا اور وہ باہر نکلے گا:
" بہت خوب - استاد ایک نے کہا۔

" ہم بظاہر یہاں سے رخت ہو جاتے ہیں ، لیکن
پھر دور جا کر گھاؤی کو واپس لائیں گے ، لیکن یہاں
سے اتنی دود کہ ان ہیں سے کوئی گھاؤی کو نہ دیکھ
سکے - اور ہم گھاؤی سے اُتر کر جوئے خانے کے چاروں
طرف پھیل جائیں گے:

" بہت خوب استاد ، آمید ہے - اب آدمی سیاں ہندسے
لائمون سے پُر نہیں سکے گا"
" وہ بے چارہ تو بچنے کے لیے پیدا ہی نہیں ہوا تھا:
استاد نے ہنس کر کہا۔

ان کی گھاؤی آگے بڑھ گئی - کافی دور جا کر بٹھی ،
اب اس کی نہ پیٹ پھر بدل پیکی تھی - جوئے خانے سے
مناسب فاسٹے پر رک کر وہ پیچے اُترے - کھاٹش کو فس
لائمون نے داسکٹوں کے پیچے پھسا رکھی تھیں - وہ جوئے
خانے کے چاروں طرف پھیل گئے - اس کے تین
دروازے تھے ، لائمون پوری طرح سے ان کی نظریوں

توڑ دیں گے

" تاشی لیئے پر وہ ہمیں نہیں ملا ، لیکن وہ ہے -
جوئے خانے کے اندر ہی: چھوٹے استاد نے گھاؤی
میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

" یہ تم کیسے گر سکتے ہو استاد؟
اس پیے کہ ایک بات ہم مجھے معلوم ہے - وہ نہیں
معلوم نہیں - استاد مسکرا یا۔

" اور وہ کیا؟ وہ ایک ساتھ دوے۔
یہ کہ جوئے خانے کا ماںک بھائی ، آدمی سے میاں
کا گمرا دوست ہے - یہ ہم نہیں سکتا کہ اس نے اس
سے پناہ مانگی ہو اور اس نے دینے سے انکار کیا ہوڈا
لیکن پھر وہ ہمیں ملا کیوں نہیں؟

" بھائی نے اسے کسی خیز لگک چھایا ہے - آخر یہ
جوا خانہ ہے - اس یہی خیز تکمیلیں مزروع ہوں گی:

کرے گا کہ اس کا دوست اس کی وجہ سے مصیبت میں
بیٹھا ہو جائے۔

”اور اگر بھائی نے اسے کسی خفیہ راستے سے باہر
نکال دیا؟“

”کام سے نکالے گا۔ اس جوئے خانے کے صرف
میں دروازے ہیں۔ چوتھا دروازہ کوئی نہیں۔ اور تمہوں
پوری طرح ہماری نظروں میں ہیں۔“

”یعنی۔ جس طرح اس جوئے خانے میں کوئی خفیہ
جگہ موجود ہے۔ باہل اسی طرح باہر نکلنے کے لیے
کوئی خفیہ راستا بھی تو ہو سکتا ہے۔“

”دیکھا جائے گا۔ چھوٹے استاد نے مذہبنا کر
کندھے جھٹکے۔“

وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا۔ انتظار کے لحاظ
ویسے بھی کافی نہیں کہتے۔ اپنے ایک سڑک کے کنارے
ایک جیپ آ کر رکی۔ اس میں سے دو لاڑکے اور ایک
لاڑکی اُترے۔

”اوہ ہو۔ یہ۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟“ استاد نے
پوچھ کر کہا۔

”کیا دیکھ رہے ہیں آپ، مہربانی فرماؤ کہ ہمیں بھی

میں تھے۔ ان میں سے جس دروازے سے بھی آؤ میں
لکھتا، ان کی زد میں کہتے بیغرنہ رہتا۔ دسوائی ختنہ
گھاؤڑی میں ہی بیٹھا رہا گیا تھا۔ اس کا کام یہ تھا کہ
خونخی اس کے ساتھی گھاؤڑی میں بیٹھیں وہ گھاؤڑی اڑا لے جائے۔

”آخر ہیں کب تک انتظار کرنا پڑتے گا؟“
”جب تک وہ باہر نہیں آ جاتا۔“

”تو ہم اندر جا کر زبردستی بھی تو بھائی سے پاچھ لکھتے
ہیں۔ ایک نہ کہا۔“

”تم اسے نہیں بانتے۔ وہ اپنے دوست کو بچانے
کے لیے جان دے لکھتا ہے۔ یعنی ہمارا سند اس کی
جان لے کر تو حل ہو گا نہیں۔ جب تک، تم آؤ میں
یاں کا کام تمام نہیں کرتے، خود ہماری جانیں نہیں
چکیں گی۔“

”خبر۔ ہمیں کیا۔ ہم تو کھڑے ہیں یہاں۔“

”ہاں بس۔ تم لکھ رکھو۔ وہ باہر ضرور آئے گا۔ اپنے
بل سے تو آخر ساپ کو بھی باہر آتا پڑتا ہے۔“

”یعنی کب۔ ایسا نہ ہو کہ یعنی انتظار کرتے کرتے سوکھ جائیں۔“

”بھائی اتنی ویرانگ اسے جوئے خانے میں رکھنے کا
خطروں مول نہیں لے گا۔ خود آؤ میں سے ہمیں بھی پسند نہیں۔“

دکھ دیں۔

" یہ ۔ یہ بچے جو ابھی ابھی جیپ سے اُترے ہیں نا۔
محمود ، خادع اور خزانہ ہیں ۔ انپکٹر حشید کے بچے ۔
اوہ ! یہ یہاں کہاں ۔

" کہیں انہیں آدمیے میاں نے ہی تو نہیں بلایا۔
صلادہ یکوں بلانے لگا۔

" تاکہ وہ ان کی پناہ میں چلا جائے ۔ اور اگر ایسا ہو
گی تو یہ بہت بُرا ہو گا ، یہاں کہ اس صورت میں آدمیے
یاں ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا ، صاف پُرک جائے
گا ۔ پھر باس ہمیں زندہ نہیں چھوڑ سے گا ۔
" نن ۔ سہما۔

" وہ دیکھو ۔ یہ دُگ بُڑی ہوشیاری سے چاروں طرف
کا جائز لے رہے ہیں ۔ جوئے خانے کو بھی محمود
رہے ہیں ۔ اس کا مطلب ہے ۔ انہیں حالات بتا دیے گئے
ہیں ۔ اور آدمیے میاں انہوں ہی ہے ۔ اب ان کے ۲ نے
پہ بھائی اسے باہر نکلنے کا اشارہ کرے گا ۔ اب ہمارا
کام اور مشکل ہو گیا ہے ۔

" جی ۔ وہ کیسے ؟

" اب ان لوگوں کی موجودگی میں ہمیں اس پر فائدہ

کھون ہو گا ۔ اور یہ دُگ ہمارا تعاقب کیے بغیر نہیں
رہ سکیں گے ۔

" تو ساتھ میں ان کا کام بھی تمام کر دیتے ہیں ۔

" اس صورت میں انپکٹر حشید اس وقت کی سب سے
زیادہ خوفناک چیز بن جائے گا ۔

" تو پھر ۔ اب کیا کریں ؟

" دیکھتے ہیں ۔ کیا ہوتا ہے اور ہمیں سیا کرنا پڑتا
ہے ۔ دیکھتے ہیں اجھن میں بستا ہو گی ہوں ۔ ادھر
استاد کا مارے بے ہمیں کے بُرا حال ہو گا ، یکوں نکہ
اس وقت سے بہت پڑھ اسے ہماری طرف سے آدمیے میاں کی
ہوت کی خبر مل جانی چاہیے تھی ۔

" اور ہمیں سوچ رہا ہوں ۔ اگر ہم اس کام میں ناکام
ہو گئے تو کیا ہو گا ۔

" پھر ہم سب کی شامست تیار ہے ۔ ہمارے پیلے
ہیں ہر کاروں پیسچ دے گا استاد ۔ اس کے پاس ہر کاروں
کی کی کی ہے ۔ اور ہماری جگہ بھی ان نے ہر کاروں
کو مل جائے گی ۔

" نن ۔ نہیں ۔ ہمیں یہ کام کرنا ہی ہو گا ۔ چاہے
انپکٹر حشید کے بچے بھی اڑانا پڑیں ۔

اپنکے انخوں نے انپکٹر جیش کے پھوٹ کو جوئے خانے
کی طرف بڑھتے دیکھا:

"اُرسے؟ یہ تو جوئے خانے میں جا رہے ہیں؟"

"اُن؟ اس کا واضح مطلب ہے۔ ڈُہ اندر ہی ہے
اور جھانی نے ہم سے جھوٹ بول تھا۔ لہذا اب جھانی
سے بھی پہلا ہو سکا۔"

"ہاں؟ اسے اس جھوٹ کا مرزا پچھانا ہو گا۔ اب اگر
یہ لوگ آدمی سے میان کو اپنے ساتھ اپنی پناہ میں لے باہر نکلے
تو ہم ان چاروں کو تھوڑ کر رکھ دیں گے۔ اپنی جائیں پھانے
کے پیہ میں ایسا کرنا ہو گا۔"

"تو پھر تیار ہو جاؤ۔ اور ہوشیار ہو جاؤ۔ اپنا کام کرنے
کے ساتھ ہی ہمیں نکل جانا ہو سکا۔"
عین اس وقت انخوں نے محمود، فاروق اور فرزاد کو
اندر داخل ہوتے دیکھا۔



"انپکٹر جیش سے بات نہیں ہو سکی۔ آدمی سے میان۔
ان کے پھوٹ سے بات ہوئی ہے۔ اور وہ میان سڑک

کے کارے پہنچ جائیں گے۔

"خبر ہے جسی کافی ہے۔ اب تم چھت پر چڑھ جاؤ۔
اور دھیان رکھو۔ جونہی وہ لوگ ہمیں۔ مجھے بتا دو، میں
نکل جاؤں گا۔ آدمی سے میان نے کہا۔

"اپسی بات ہے؟ اس نے کہا اور زینتے کی طرف چلا
گیا۔ آدمی سے میان بے صحتی کے عالم میں ٹھیک نہ گا۔
اپنکے اس کے ذہن میں نہ جانے کی بات آئی۔ اس
نے اپنی کمر کے ساتھ چکارے ہوئے پکھ کافدات
اتا رہے اور جوئے خانے میں ایک جگہ چھپ دیے۔
ساتھ ہی کافد پر پکھ آڑی ترجمی لیکریں بنانے گا۔
پھر اس کافد پر انپکٹر جیش کا نام لکھ کر اس نے چاروں
طرفت دیکھا۔ اور دیوار کے ایک سوراخ میں ٹھوٹن
دیا۔ اپنی انگلی میں ایک پن پھجنوئی۔ اور اس طرح
نکلنے والے خون کے قطرات کافد کے پاس لگا دیے
انپکٹر جیش کا نام بھی اس نے عجیب انداز میں لکھا تھا،
انپکٹر جیش یا محمود، فاروق اور فرزاد کے علاوہ کوئی اور
نہیں پورٹھ کرتا تھا۔ اب وہ ملکیں ہو گیا۔

"اب یہ ایمان سے مر سکوں گا۔ میں نے اپنا
کام کر دیا۔ اس نے اپنے آپ سے کہا۔

دققت داد پر لگی رہتی ہے۔ میرا کام ہی ایسا ہے۔
کوئی جلا بنتا جواری کسی بھی دقت میرا کام تمام کر سکتا
ہے۔ اس نے کہا۔

”خیر دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو ہم ان کے آئے
کا انتظار کریں گے۔“

”اوہو۔ وہ ایک جیپ آ تو مردی ہے۔“

”یکن تین بچے۔ دس کلاشن کوفون کے مقابلے
میں کیا کریں گے۔“

”ان کے پارے میں بہت کچھ نہ تھا ہے۔ یہ لوگ
عجیب و غریب سلامیتوں کے مالک ہیں۔ آدمی سے میاں
نے کہا۔

”میں تو کہتا ہوں۔ تم ان کے ہاتھوں پنج جاؤ۔
میری خیر ہے۔“ بھائی نے کہا۔

”یکسی باتیں کرتے ہو۔ آدمی سے میاں نے برا ساخت بنایا۔
اور پھر انہوں نے جیپ سے انپکٹر جھشید کے پچھلے
کو اُترتے دیکھا۔“

”بہت خوب! یہ وہی ہیں۔“ بھائی مسکرایا۔

”اب ذرا ان کی مہارت دیکھا! آدمی سے میاں نے کہا۔“

”دو فون کی نظری ان پر جم گیں۔ وہ کچھ دیر تو سڑک
نے کہا۔“

”وہ کچھ دیر اور انتظار کرتا رہا۔ پھر خود بھی چھت
پر چڑھ گی، میکن اس نے سر آور نہیں اٹھایا تھا۔
”یہ بات ہے بھئی۔ یہ وہ لوگ ابھی تک نہیں آئے۔ آدمی
میاں نے کہا۔“

”تھیں۔ ابھی تھیں آتے، میکن...“ اس نے خوف زدہ
انداز میں کہا۔

”میکن یہ؟“

”ہماری اس عمارت کے اور گرد کم از کم دس آدمی
کلاشن کوفیں لیے پھیے کھڑے ہیں۔ جو نہیں تم باہر
نکلو گے، وہ تھیں پھٹکنی کر دیں گے۔ اور اب تھارے
ساتھ میری جوت بھی ہو گی۔ اس لیے کہ میں نے
جھوٹ بولا تھا ان سے۔“

”نہیں دوست۔ میں تھیں مرنے نہیں دوں سکتا۔
آدمی سے میاں نے کہا۔“

”اور تم مجھے ان سے کس طرح بچا سکتے ہو۔ خود کو
تو بچا نہیں سکتے۔“ بھائی نے ہنس کر کہا۔

”جو بھی ہو سکے گا۔ کر گزر دن گا۔“ آدمی سے میاں
نے کہا۔

”تم میری بھر دکرو۔ میری زندگی تو پہنچے ہی ہر

جنونی اُس نے دروازہ کھولا۔ وہ ٹینوں اندر داخل ہو گئے اور ساتھ ہی دروازہ بند کر لیا۔
”ہمیں محمود، فاروق اور فرزاد لکھتے ہیں۔ کس وہ بہاں ہے؟“

”کیا مطلب؟“

”جن صاحب کو ہمیں سڑک کے کنارے ملا تھا۔ وہ سڑک کے کنارے نہیں تھے۔ اور وہ سڑک کے کنارے مل بھی یکے لکھتے ہیں۔ دہل تو دس کلاشن کوفن والے پچھے ہوئے ہیں۔ محمود نے کہا۔“

”اوہ۔ تو آپ نے یہ بھائی بھاپ لیا۔“
”اوے بھائی۔ ہم تو پڑتی اڑیا کے پر گن لیتے ہیں۔“ فاروق سکرایا۔
”کس چیز کے پر گن لیتے ہیں؟“ فرزاد نے جواب ہو کر کہا۔

”اوہ۔ شاید میں اُنٹ پٹ کر گیا۔ میرا مطلب تھا۔ اڑتی پڑیا۔ نن۔ نہیں۔ اڑتی پڑیا کے پر گن لیتے ہیں، لیکن میاں اڑتی پڑیا کہاں سے آگئی۔ آپ مطلب کی بات کریں اور ساری بات ہمیں صاف حافت بتا دیں۔“

کے گذاںے کھلے اور اصر احمد دیکھتے، پھر اچانک ان کے قدم جوئے خانے کی طرف بڑھنے لگے۔
”دیکھا۔“ اربستے ہیں تا درست صحت۔ جب کہ نہیں نے جوئے خانے کا ذکر نہیں کیا تھا۔
”میں اچیں دیکھ کر سڑک پر جو نہیں پہنچا۔ اس لیے اپس اصر احمد تو آنا ہی پڑے گا، لیکن ان کے یاں ہتھا نہیں ہیں۔ نیر۔ یہ تو ہستیاروں کے بیغز ہی کام چلا پیتے ہیں۔“

”اوہ۔ ہم بچے ہیں۔ میرا بھاول ہے۔ تم ایک بار پھر تھا مانے ہیں پھر جاؤ۔“ بھی بھک باس کے کامیوں لے نہیں نہیں دیکھا۔ اس لحاظ سے میں ان کے ہاتھوں پیغ سکتا ہوں۔ پہلے میں اپس ساری صورتِ حال بتا دوں گا، پھر وہ جو مشورہ دیں گے۔ اس پر عمل کر لیں گے۔

”اچھی بات ہے۔“
عین اس وقت جوئے خانے کے دروازے پر دشک ہوتی۔ آدمی میاں نے فروٹ خانے کا رخ کیا۔ بھائی نے قالین درست کر دیا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

"اپنی بات ہے؟"

ابی جانی نے اتنا ہی کہا تھا کہ دروازے پر نوردار
دشک ہرمنی اور چلا کر کہا گیا:
"دروازہ کھول دو، ورنہ ہم توڑ دیں گے؛"

ہمشکا مہ

"لیجئے۔ آگئے مہربان۔ ذرا بھی دم نہیں لیئے دیا۔
خاردق نے من بنایا۔

"اب کیا کریں؟" جانی نے گھرو کر کہا۔

"کرنا کرنا کیا ہے۔ دروازہ کھول دیتے ہیں۔" محمد
نے کہا۔

"اُن اقدام اسی عمارت کے دروازے سے استنے مطبوع نظر
نہیں آتے کہ ان کی مجری برداشت کر سکیں؟"

"تم وگوں نے سُنا نہیں۔ دروازہ کھولتے ہو یا نہیں؟"

"کھوئتے ہیں جانی۔ کھوئتے ہیں۔ کیوں پریشان ہوتے
ہوں۔ محمد نے بلند آواز میں کہا، پھر سرگوشی میں بولا:

"وہ کہاں ہے؟"

"ن۔۔۔ یچے۔ اس نے کہا۔

"چلو اچھا ہے۔ صرف یچے نہیں ہے۔ درجے کے تھے

ہم کام سے۔ فاروق مکریا۔

ایک تو تم چپ نہیں رہتے۔ سوچنے کا موقع نہیں دیتے۔
فرزاد جملہ اٹھی۔

ادب ہو۔ تو کیا یہ بھی کوئی سوچنے کا وقت ہے۔

اور اگر ہے تو پھر جلد از جلد سوچ ڈالو۔ ورنہ۔

بس بس۔ مجھے درد سے ن ڈراو۔ میں پڑھی،
بہت ڈرا ہوا ہوں:

دروازہ توڑ دو۔ یہ اس طرح نہیں مانیں گے:

”سینے جناب۔ تو جہاں کیس بھی ہے۔ آپ بھی اس
کے پاس پڑے جائیں۔ ان لوگوں سے ہم خود بہت
لیں گے؟“

”کی واقعی؟ جھائی خوش ہو گیا۔

”بھوٹ موٹ بات کرنے کے ہم عادی نہیں ہیں۔
محود نے کہا۔

”اچھی بات ہے۔ میں بارہا ہوں۔

”اس سے اچھی بات بھلا کی ہو سکتی ہے:
تو فدا اندر کی طرف پہکا۔ انھوں نے اسے قالین
اٹھ کر نیچے جاتے دیکھا۔ پھر قالین کو درست کر دیا۔

اور پھر خود ادھر ادھر چھپ گئے۔ تینوں کے ہاتھ میوں

میں ریگ گئے۔ تو مقابلے کے لیے پوری طرح تیار ہو
گئے تھے۔ ادھر دروازے پر دھڑا دھڑا ہو رہی تھی۔ آخر
دروازہ ٹوٹ کر اندر کی طرف گراہد تین ہمدرک اور اپنی جو نک
میں اندر آ کر گئے۔ باقی چھے ان کے بعد اندر داخل
ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں کلاش کوفیں تھیں۔
”خیدار۔ ہاتھ اُپر آٹھا دو۔ مجھے آؤ ایک ساتھ ہوئے۔
کرنے والے تین نے فدا کاٹھ کر ہاتھ اُپر
آٹھا دیے۔

”احمق۔ تم سے کس نے کہا ہے؟“

”تو پھر یہاں کون ہے، جن سے کہا ہے؟“

”اوہ۔ تو یہ لوگ ادھر ادھر چھپ گئے ہیں۔“

اُسی وقت صحن میں ایک پلاکا سا دھماکا پڑا۔
حمد آور جھنخے چلاتے فرش پر بیٹھ گئے۔ اور تیزی سے
اُنھیں مٹے گئے۔ کلاش کوفیں ان کے ہاتھوں سے انکل گئیں۔
جب توہ پانچ منٹ بعد آنھیں لکھوئے کے قابل ہوئے
تو ان کی کلاش کوفیں ایک طرف ڈیمنظر آئیں۔ اور
ان یہ سے تین کلاش کوفیں لجھوڑ، فاروق اور فرزانہ کے
ہاتھوں میں نظر آئیں:

”پرد فیر انکل زندہ باد۔ انکل ہوں تو ان جیسے۔“

"مگر۔ یہ مطلب، چھوٹے اُنداد نے بھنا کر کہا۔

"ہم نے اپنے انکل کی ایک نئی سی ایجاد آزمائی تھی۔ نتیجہ یہ کہ کلاشن کوفیں اب ہمارے ہاتھوں میں بیٹیں۔ اور تم لوگ ماتحت اُپر اٹھائے کھڑے ہو۔ اب ذرا حرکت کر کے دکھاؤ تو مانیں۔ اور پکھ نہیں تو ایک قدم کلاشن کوفیں کی طرف بڑھ کر ہی دکھا دو۔

انھیں تو سانپ سونگھ گی۔ ایک لفڑا نہ بول سکے۔

س۔ ہو گئیں زبانیں گلک۔ بڑے آتے تھے۔ بھی کی جان لیتے۔ آخر دو کون ہے اور اس سے تمیں کی دشمنی ہے؟

"وہ ہے کماں۔"

"آنھیں بند کرو۔ فائز واقع نے کہا۔

"آنھیں بند کریں۔ یہ مطلب؟"

"آنھیں بند کرنے کا مطلب ہوتا ہے، آنھیں بند کرنا۔ یہ کیسے؟"

"یہ یہیں، کر لیں آنھیں بند۔ انھوں نے کہا اور واقعی آنھیں بند کر لیں۔"

ساتھ ہی ایک اور دھماکا ہوا۔ وہ زور سے آپھے اور بھری طرح تڑپنے لگے۔ جلد ہی ان کے جسم ساکت

ہو گئے۔

"چھوٹے۔ بلادِ انھیں اُپر۔ پتا بھی بھی تو پہنچے۔ یہ ہنگامہ ہے یہ۔"

تمھارو اور فائز واقع اندر کمرے میں گئے۔ فائیں اٹھ کر دروازے پر ٹھک ٹھک کیں۔

"اب آپ اُپر تشریف لا سکتے ہیں۔ جلد آور اب اس پوزیشن میں ہیں ہیں کہ آپ کا بال بھی بیکا کر سکیں۔ فائز واقع۔ بولا۔"

"اوہ! یہی واقعیت ہے جانی کے لئے ہیں یہیں یہیں یہیں۔ اگر یقین نہیں تو اُپر آ کر دیکھ لیں۔ بے چارے بے ہوش بڑھے ہیں۔"

"اوہ! بیچے سے دو آدمیوں کی آواز آئی۔ پھر دونوں اُپر آ گئے۔ باہر نکل کر انھوں نے جلد آور دوں کو بے ہوش دیکھا تو مارے یہت کے ان کی آنھیں چیل گئیں۔"

"یہ۔ یہ کیسے ہو گیا؟"

"اس بات کو پچھوڑیں۔ یہ کیسے ہو گیا۔ بس ہو گیا۔ بیسیسے ہو گی۔ اب ان لوگوں کو باندھنے کی تیاری کریں۔ جلدی کریں۔ کوئی رسی رسی مل جائے گا۔"

محور نے جلدی بدل دی کہا۔

"رسی وسی۔" بھائی نے فردہ کہا۔

"پہلے خیر۔ صرف رسی سے بھی کام چل جاتے گا۔
بھائی اندر کی طرف دوڑ گیا۔ جلد ہی وہ رسی سے
کیا۔ ان سب کو باندھ دیا گیا۔

"ان کے ہوش میں آنے سے پہلے پہلے بتا دیں۔ یہ ماہزا
کی ہے؟"

"آدمی سے میاں۔ بتاؤ۔"

"تو پورے میاں یکوں نہیں بتا دیتے۔ فاروق فدا بولا۔

"اس سے کہ پہلے میاں یہاں یہاں نہیں ہیں۔ انہوں
نے، ہی ان لوگوں کو بھیجا ہے۔"

"اچھا۔ پوری بات بتائیں۔ تاکہ ہم پورے میاں
سے بھی دو دو باتیں کر سکیں۔"

"یہ لوگ مجھے جان سے مارنا چاہتے ہیں۔ ان کا
تعلن ایک نا معلوم شخص سے ہے، بلکہ میرا بھی۔
میں بھی اس گروہ میں شامل ہوں، لیکن اب میں
ان کا ساتھ چھوڑنے پر ٹھیک گی ہوں۔ راکی لیے یہ
مجھے ہلاک کر دینا چاہتے ہیں اور غائبًا باس نے ہی
انہیں اس کام کے لیے بھیجا ہے۔"

"ابھی وضاحت نہیں ہو سکی۔ اور جب تک وضاحت
نہیں ہو گی۔ مرا نہیں آتے گا۔"

"ہوں! میں وضاحت کرتا ہوں۔ کیا آپ کھڑے
رہیں گے؟"

"اس کی کھڑ نہ کریں۔ ہم کھڑے رہنے کے عادی
ہیں۔ ان لوگوں کی موجودگی میں ہم بیٹھ بھی تو نہیں سکتے۔
اچھی بات ہے۔ اس شہر میں باس نامی شخص

کے لیے قریباً سو آدمیوں کا گردہ کام کر رہا
ہے۔ اس کا کام ہے۔ ان لوگوں سے شہر میں
بھول کے دھماکے کر دانا اور ہر قسم کی تحریک کاری
کر دانا۔ آئنے دن کیس نہ کیس جو ہنگاتے ہوتے
رہتے ہیں، تو یہ اسی کے آدمی کرتے ہیں۔ چند
دن پہلے تک میں بھی یہ کام کرتا رہا ہوں۔

لیکن پھر جب میں نے ایک دھماکے میں
ایک بچے کے پیٹھرے اڑتے دیکھے تو میری رُوح
کا ناپ گئی۔ میرا ضیغیر جاگ گیا اور میں نے فیصل
کی۔ میں یہ کام نہ صرف چھوڑ دوں گا۔
بلکہ ان سب کو عرخاڑ بھی کراؤں گا؛ چنانچہ
میں نے کچھ ضروری کاغذات اس کے نامب۔ یعنی

پُلے سیان کے دفتر سے اڑا یے اور فرار ہو گیا۔
میرا ارادہ وہ کافذات آپ وگوں کے حوالے کرنے
کا تھا، لیکن مجھے یہ خوف تھا کہ بُونی میں
باہر نکلوں گا، مادا جاؤں گا۔ لہذا میں نے سوچا،
پہلے تیل دیکھوں۔ تیل کی وجہ دیکھوں۔ پھر باہر
نکلوں۔ لہذا میں یہاں گئی اور باہر نہ
نکلا۔ اور آخر یہ لوگ مجھے تلاش کرتے ہوئے
یہاں گئے۔ یہ میرا دوست ہے۔ بھائی۔ یہ
عمارت اس کی ہے۔

اور یہ آپ کے دوست کیا کرتے ہیں؟ محمود نے
اسے سمجھوا۔

”جج - زج - جوا“
کیا کہا۔ کیا جوا کھیلتے ہیں۔ بُری بات ہے۔
اچھے بچھے جوان ہیں کھیلتے۔ خاروق نے بُرا سامنہ بنایا۔
”کھینا نہیں۔ جوا کرنا ہوں۔ یہ ایک جوان خاکہ ہے،
لیکن اپنے دوست کو جرام سے تو بکرتے دیکھ کر میں
بھی اب تو بکرنے پڑ تیار ہو گیا ہوں۔ آپ مجھے بھی
اسی کے ساتھ گرفتار کر دیں۔ اور ان وگوں کو بھی۔
”لیکن وہ کافذات کہاں ہیں؟“

”وہ یہیں ایک بُجھا۔“

”خبردار۔ ہاتھ اور اٹھا دو۔“

ایک سرد آواز ٹکونی۔ وہ بُری طرح اچھے۔ انھوں
نے دیکھا۔ ایک سیاہ پوش دہان موجود تھا۔ اور اس کے
ہاتھ میں ایک عجیب و غریب سی رانفل تھی۔ انھوں نے
اس قسم کی رانفل پہنچنے نہیں دیکھی تھی۔

”آپ کون ہیں؟“

”تساری موت۔ سرد آواز سنائی دی۔“

”اڑے باپ رے۔ ہوت صاحب۔ آپ سے مل کر
خوشی ہوئی۔ ہاتھ ملائیئے۔ یہ کہ کر خاروق نے ہاتھ آگے کر دیا۔
”خبردار! میں تم وگوں سے بہت اچھی طرح واقف
ہوں۔ اسی لیے اپنے ساقیوں کے محل طور پر شکست کہ
جانے اور ان دو فوں کے اوپر آ جانے کے بعد ظاہر ہوا
ہوں۔ سیاہ پوش بولا۔“

”یہ بات تو خیر ہے۔ اب کیا پڑ گرام ہے؟“

”میرے ساقیوں کو، ہوش میں لاو۔ درد میں ان کو
اڑا دوں گا۔ اس نے غُڑا کر کہا۔“

”ہوش میں آ جاؤ بھی۔“ محمود نے لکھرا کر کہا۔

”دماغ تو نہیں پہل گیا۔ اس طرح ہوش میں آ جائیں۔“

لے یہ

"پتا نہیں۔ یہ کس طرح ہوش میں آنا پسند کریں گے۔
وچھ کرتا دیں ان سے۔ فادوق جلدی بدلدی بولا۔
دماغ د پاؤ۔ کوئی فائدہ نہیں ہو سکا؟
لہ، یہ تو خیر ہمارا بھی تجربہ ہے۔ دماغ چانٹنے کا
کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔"

"اوہ ہو۔ میں کر رہا ہوں۔ تھاری کسی حرکت کا کوئی
فادہ نہیں ہو سکا؟"

"اوہ بعد کی بات ہے۔"

"میں نے کہا ہے۔ ان لوگوں کو ہوش میں لاو۔"

"اچھا۔ آپ کہتے ہیں تو یہ آتے ہیں۔ درنہ ہمارا
ارادہ نہیں تھا۔ ایسے تامقوتوں کو ہوش میں لانے کا
فادوق نے کہا۔"

غمود نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی بکالی۔ اس کا
ڈھکنا تھا اور ان بے ہوش خندوں کو باری باری شیشی سنگھانی
جلد ہی انھوں نے آنکھیں کھول دیں، وہ پڑبردا کر اٹھ بیٹھے
"اڑے۔ یہ کی۔ آپ۔ آپ کون ہیں؟ چھوٹے استاد
نے بوکھلا کر کہا۔"

"یہ میں ہوں عقل کے اندوں۔ اگر میں تم لوگوں

کے پیچھے نہ ہوتا تو تم مجھے نہیں کام کے۔ جیل میں
بھی پیسے۔"

"اوہ۔ بہت بہت شکریہ آتاد۔"

"یکن تم اسے جان سے مارنے میں کامیاب نہیں
ہو سے۔ سزا تو ملے گی تھیں۔ اور وہ تم جانتے ہی ہو۔
"لک۔ یہ مطلب ہے کہ کام گئے۔"

"میں نے کہا تھا۔ اگر تم آدمی سے میاں کو نہ مار کے
 تو تم بھی نہیں بچو گے۔ اور تم نہیں مار کے۔ میں
میاں صرف آدمی سے میاں کو ہلاک کرنے نہیں آیا، بلکہ تم
دک کے دی کو بھی ہلاک کرنے آیا ہوں۔ تاکہ باقی نو تے
یہ بات جان نہیں کر باس کے حکم کی تسلیل نہ کرنے والوں
کا انعام کیا ہوتا ہے۔"

"ن۔ نہیں؛ وہ ایک ساتھ پڑائے۔"

میں اس وقت اس نے فائر کھول دیا۔ گمود، فادوق
اور فرزانہ کو اس کی ایک فی صد بھی امید نہیں تھی۔ لہذا
وہ بھی ان کے لیے کچھ نہ کر سکے، تاکہ تم انھوں نے خود
کو بچانے کے لیے بھلی کی سی تیزی سے چھلانگیں لگا
دیں۔ ساتھ ہی فرزانہ نے کوئی چیز ناقاب پوش کی طرف
اچال دی۔ اس کے مزے سے ایک دل دuz چیخ رکھی۔

اور رانفل اس کے ہاتھ سے نکل گئے، لیکن اس وقت
سک اس کے ساتھی اپنے خون میں ناچکے تھے۔
ہل بھر کے لیے سالٹا طاری ہو گی۔ قام خندے مر
پچکے تھے، ابتدۂ تعاب پوش زندہ تھا۔ اگر فزانہ ایک لمحے
کی دیر کر دیتی تو پھر آدھے میاں بھی اس وقت لاٹھ میں
تبدیل ہو پچکے تھے۔

”آفت مالک“ بھائی نے تھر تھر کا پنچی آواز میں کہا۔
”مُحَمَّد! فوراً انکل اکرام کو فون کرو۔“ کہیں کوئی اور
گروہ نہ ہے جائے۔ ابھی تو ان کے نوئے ساتھی باقی ہیں
اور باس بھی۔

محمد فوراً فون کی طرف بڑھا، لیکن دھڑام سے گرا۔

انپکٹر جمیل کے فون کی گھنٹی بھی۔ انہوں نے فائل
بر سے نظریں ہٹائے۔ بغیر رسیدور اٹھایا اور بولے:
”سلام علیکم! انپکٹر جمیل بات کر رہا ہوں۔“
”بھائی کے اڈے پر اس وقت ایک خونین ڈراما
کیلہ جا رہا ہے۔ آپ کے بچے بھی وہاں موجود ہیں
اور اس خونین ڈرامے میں آپ کے یمنوں بچے بھی
کردار ادا کر رہے ہیں۔ کیا آپ بھی اس ڈرامے میں
 حصہ لینا پسند فرمائیں گے؟“

”اں خودر، کیوں نہیں۔“ انپکٹر جمیل نے پر سکون آواز میں کہا۔

”تو پھر آپ بھی تشریف لے آئیے: کہا گیا۔“

”اوجھی بات ہے۔ آپ کی تعریف ہے انپکٹر جمیل، بولے۔“

”میری تعریف آپ کو پسند نہیں آئے گی۔ لہذا نہ
کی پوچھیں：“

یہ کہ کوئہ دوڑتے ہوتے باہر آئے۔ اپنی جیپ
میں بیٹھ کر باہر نکل رہے تھے کہ اکرام دوڑتا ہوا جیپ
میں سوار ہو گی۔ اور جیپ تیزی سے باہر نکل گئی۔
”ہر وقت ہوا کے ٹھوڑے پر سوار رہتا ہے ہے
شخص: انپکٹر فضل لے اپنے ساتھی سے کہا۔ دونوں اس
وقت دفتر کے برابرے میں گھٹتے تھے۔
”یکن یہ بھی تو دیکھو۔ کس قدر کارنا سے انعام
دے پچکے ہیں: اس کے ساتھی نے ہنس کر کہا۔
اور کوئہ من بنانا کر دے گی۔

”جیر تو ہے سر؟“

”ابھی ابھی ایک نامعلوم شخص نے ایک پلک فون
دو تھوڑے بھے فون کی ہے۔ میں اس کی انگلیوں
کے نشانات حاصل کرنا پڑتا ہوں۔“
”اوہ اچھا: اس لے کہا، پھر چونک کر بولا:
”یکن سر۔ اس نے فون پر کہا کیا تھا؟“

”یہ کہ بھائی کے اوٹے پر اس وقت ایک خونیں
ڈراما کھلا جا رہا ہے۔ اس ڈرائی سے یہ محمود، فائدہ ق
اور فزادہ بھی شریک ہیں۔ کیا آپ بھی اس ڈرائی
میں شرکت کرنا پسند کریں گے۔ میں نے کہ دیا کہ

”بنادیتے تو بستر تھا۔“

”بھے بس کتے ہیں: اس نے ہنس کر کہا۔
”اچھا، ہی کرتے ہیں، لیکن میں انھیں بتاؤں گا کہ بس
کو کی کتے ہیں: انھوں نے سرد اور خشک انداز میں کہا۔
”آپ سے ملاقات دلچسپ رہے گی۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے: انھوں نے کہا اور فوراً ایک
بھن دبایا۔ ٹیلی فون ایکس چینگ سے فدا کھا گیا،
”میں سر۔ یہ حکم ہے؟“
”ابھی ابھی میرے فون تبر پر اس نمبر سے بات
کی گئی ہے؟“

”ایک منٹ سر۔“ دوسرا طرف سے کہا گیا، پھر ایک
منٹ بعد ہی آواز اُبھری:
”ایک پلک فون بودھتے۔“

”اوہ کوئہ فون بودھ کہا ہے؟“
”فالب روڈ۔“

”شکریہ!“ انھوں نے کہا اور دیکھو رکھتے ہی اٹھ گھٹتے
ہوئے۔ جلدی سے سب انپکٹر اکرام کو آواز دی:
”اکرام۔ دوڑو۔ انگلیوں کے نشانات ابھارنے والا
پاؤڈر ساتھے لے لو اور یکھرہ بھی۔“

اور لوگوں نے بھی فون کیکے ہوئے۔

”ہاں ! اس کا زبردست امکان ہے، لیکن ہم اپنی کوشش تو کریں گے نہا۔“

”آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن بھائی کے اڈے کا آپ نے کیا کیا؟“

”یہاں سے فارغ ہو کر وہاں جائیں گے اور دیکھیں گے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟“

”بھیجے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے، بھیجے کوئی گھری سازش کی گئی ہے آپ لوگوں کے خلاف؟“

”ابھی بچھے نہیں کہ جا سکتا۔ اور ہو اکام۔ کام خراب ہونے والا ہے۔ وہ دیکھو۔ وہ رہا پہلک فون۔ وو تھے اور اس میں ایک آدمی داخل ہونے ہوا رہا ہے۔ فوری طور پر اگر ہم اسے نہ روک سکے تو انگلیوں کے نشانات ضائع ہو جائیں گے۔ یہ کہ انھوں نے رفاقت مزید تیز کر دی اور آندھی اور طوفان کی طرح فون۔ وو تھے پہنچ کر رکے：“

”اے بخاں۔ ایک منٹ ٹھہریں۔ یہ کہ کراخھوں نے دوڑ لگا دی اور گویا اڑ کر فون۔ وو تھے کے اندر گھس گئے۔“

”یہ کیا بد تیزی ہے۔ پھر میں داخل ہوا ہوں،“

ہاں۔ ضرور کروں گا۔ ساختہ، ہی میں نے ایک پینچ سے معلوم کی کہ مجھے فون کہاں سے کیا گیا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ غالب روڈ کے پہلک فون۔ وو تھے سے۔ انگلی جھیٹنے بھلہی بھلہی بتایا۔

”تو آپ اس فون۔ وو تھے سے بھرم کی انگلیوں کے نشانات شامل کرنا چاہتے ہیں؟“

”ہاں اکام۔ یہ اچھا موقع ہے：“

”آپ بھی عجیب ہیں سر۔ اکام نے جیران ہو کر کہا۔“

”کیوں۔ کیا بات ہے؟ انگلی جھیٹ پوکے۔“

”اس نا معلوم آدمی کے کئے کے مطابق۔ بھائی کے اڈے پر کوئی خوبیں ڈینا کھیلا یا رہا ہے۔ جس میں گھوڑا، فاروق اور فرزاد بھی شامل ہیں۔ اور آپ ہیں کہ میں فون۔ وو تھے سے انگلیوں کے نشانات اٹھانے پڑے۔ آپ کو تو فوری طور پر بھائی کے اڈے پر پہنچ جانا چاہیے تھا۔“

”اس صورت میں انگلیوں کے یہ نشانات ناتائق ہو جاتے۔“

”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے سر۔ اس شخص کے بعد

میں فون کروں گا۔ اندر موجود شخص نے جھلک کر کہا۔
اور انپکٹر جیشہ دھک سے رو گئے، یکوئی ان کے
اندر داخل ہونے سے پہلے وہ صاحب رسیور لاتھ میں
لے پچکے تھے۔

" یہ آپ نے کیا کیا ۔ ہماری سادی دوڑ دھوپ صائم
کر دی ۔ انپکٹر جیشہ نے برا سامنہ بنایا۔

" یہ مطلب ۔ آخر آپ کیا کہا چاہتے ہیں ؟
ہمارا تعین پولیس سے ہے ۔ اس فون تو تھا کہ
بھی بھی ایک بھرم لے استعمال کیا تھا ۔ ہم اس کی
آنکھوں کے نشانات لینا چاہتے تھے ۔

" تو آپ مجھ سے پہلے یکوں اندر داخل ہوئے ہوئے ؟
بہت تیری میں تو آتے ہیں ۔ دراصل فاصلہ ہمارے دفتر
سے یہاں تک نیا ہے نہیں ہے ۔

" یہاں یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس بو تجھ میں مجھ سے
پہلے بھی کوئی آچکا ہو ۔

" اس ہے اس کا امکان ہے، یہاں اس کی آنکھوں کے
نشانات کا دیکارڈ ہمارے ہاں نہیں مل سکتا تھا۔ جب کہ
اس جرام پیش کا دیکارڈ ہم تلاش کر لیئے ہیں ۔

" اور ہے تب تو مجھ سے بہت زیادتی ہوتی ۔ مجھے بہت

انھوں ہے ۔ آپ کی تعریف ہے اس نے شرمندہ ہو کر کہا۔

" جی ۔ میں مجھے انپکٹر جیشہ کہتے ہیں ۔

" کیا ۔ وہ دھک سے رو گیا۔

" یکوں، کیا ہوا ؟

" تب وہ شخص وہی تھا ۔ مجھ سے پہلے فون کرنے
 والا، ہی آپ کا بھرم تھا ۔

" یہ آپ کیسے کر سکتے ہیں ؟

" یہاں میرا خیال ہے ۔ وہ اصل آدمی نہیں تھا ۔

اس نے تو صرف فون پر کسی کا پیغام دہرا�ا تھا، یکوئی
اس کے لاتھ میں نہیں نے ایک پھٹ پکھی تھی ۔ اس کی

پر آپ کا نام لکھا تھا اور کوئی پیغام ۔ میں پیغام نہیں
پڑھ سکا۔

" یہاں یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ انپکٹر جیشہ نے جیران
ہو کر کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟

" یہ کہ آپ اس کے نکلنے کے بعد اندر داخل ہوئے
ہوں ۔ آخر، میں یہاں تک آنے میں ایک منٹ تو
لگ، ہی گیا ہو گا ۔

" وہ مجھ سے کوئی بات کرنے کے لیے رک گیا تھا۔

سے قدر سے لگھا کر چلا تھا :

”کیا : اکرم نے مارے جوت کے کہا۔

”یکوں اکرام : کیا ہوا تھا ؟

”سر : یہ باغی نواز کی بات کرو رہے ہیں :

”اوہ : ہم اسے پیک کر لیتے ہیں : انپکڑ حشید نے پر جوش انداز میں کہا۔

”یہ آپ کیا کر رہے ہیں سر : آپ کو پہنچے بھائی کے اڈے پر جانا چاہیے تھا :

”پہنچے جائیں گے وہاں بھی : پہنچے اس ثبوت کو پیک کر یہیں : انھوں نے کہا۔

اکرام باغی نواز کے ٹھکانے سے اچھی طرح واپس تھا، وہ ایک بہت پُرانا بھرا میٹھا تھا۔ کئی بار کام سزا یافتہ، یکن اب تائب ہو چکا تھا۔ آخری بار سزا کاٹنے کے بعد اس نے اعلان کیا تھا کہ اب وہ شریفانہ زندگی سر کرے گا۔

جلد ہی وہ اس کی کوٹھی کے سامنے رکے۔ اس کی کوٹھی غالب روڑ سے زیادہ دودر نہیں تھی۔ اکرام نے آگے بڑھ کر گھستی کا ہٹن دبا دیا۔ ایک منٹ بعد باغی نواز کی صورت نظر آئی،

ہل یاد آیا۔ پتا پوچھ رہا تھا کوئی۔ یہ اسے پتا بھانے لگا تھا۔ جب وہ سمجھ گی تو چلا گی۔ میں بے خیال میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ جب وہ موڑ مڑ گی تو اس وقت میں انہوں داخل ہوا تھا۔

”اوہ ! اب تو میک ہے۔ بات یہی بنتی ہے۔

آپ کا نام ہے :

”بھے رشید شاہ کہتے ہیں :

”آپ کو کہیں دیکھا ہے میں نے : اکرام بڑا بڑا یا۔

پھر بولا :

”آپ یہ کام کرتے ہیں جلا ہے :

”میں کوئی کام نہیں کرتا۔ زمینیں میں بہت سیریں اس نے کہا۔

”اچھا جھاب۔ نیکری : انپکڑ حشید نے جیپ کی طرف مُڑتے ہوئے کہا۔

”سر ! ہم نے ان سے اس کا تجید نہیں پوچھا۔

اکرام بولا۔

”اہ ! اب تو میک ہو سمجھی۔ وہ رک گئے۔

”وہ بے قد کا آدمی تھا۔ سیاہ رنگ کا۔ چھوٹی چھوٹی آنکھیں اس کی۔ اور خاص بات یہ کہ ایک دنگ

" نہیں - میں نے آپ کو کوئی فون نہیں کیا۔ لیل، اس فون بوجھ سے میں نے ایک فون ضرورت کیا تھا:
” یکن یکوں - گھر کا فون چھوڑ کر دل سے فون کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ”

” میرے گھر کا فون خراب ہے۔ ”

” بہت خوب - میں فون چک کرائیں۔ ”

” یکن یکوں - اس کی کیا ضرورت ہے؟ اس نے بھنا کر کہا۔ ”

” ضرورت ہے - اندھیں۔ ”

” وہ اسے اندر لے آئے۔ فون کا ریسیور اٹھا کر دیکھا تو وہ بالکل میک تھا:

” تو بالکل میک ہے۔ ”

” اس گی شکایت کروانے والا گیا تھا نا۔ کر دیا ہو گا صون نے میک۔ ”

” ابھی آپ کو دہے تھے۔ میں نے اس فون بوجھ سے پیک فون کیا تھا۔ ”

” لیل : وہ ایکس چیخ کو ہی کیا تھا۔ ”
” جھوٹ صاف نظر ہوا ہے۔ اب بتاؤ۔ بھائی کے اُسے پر کیا ہو رہا ہے؟ ”

” اوہ ہو! آپ وگ ہیں۔ بہت مت بعد نظر آئے۔
آئے - تشریف رکھے:
” ہم پیشے کے پیے نہیں آتے؟ ”
” تو پھر؟ ”

” آپ نے تھوڑی دیر پسے غالب روڈ کے پہلے فون بوجھ سے مجھے فون کی تھا؟ ”
” کیا! اس کے پھرے پر خوف دوڑ گی ، پھر وہ جلدی سے بولا:

” یکن یہ بات آپ کو کس نے بتائی؟ ”
” فون بوجھ سے نکلنے وقت آپ نے کسی سے بات کی تھی؟ ”
” اوہ ہاں! یاد آیا۔ ایک صاحب سے تو تھے:
” یکن بھی۔ تم تو یہاں کے پڑانے رہنے والے ہو،
تیس ان سے کوئی پتا پوچھنے کی کی ضرورت تھی؟ اگرام کے لیے میں جرت تھی۔ ”

” بتا۔ نہیں تو۔ میں نے تو ان سے کوئی پتا نہیں پوچھا۔ لیل! اوہ بتا پوچھ رہے تھے:
” یہ ایک ہی رہی - وہ تو مشہور زیندار شہزادہ تھے، اپنی تم سے پتا پوچھنے کی کی ضرورت تھی۔ نیز - اس بات کو چھوڑو۔ اور یہ بتاؤ۔ تم نے وہ فون کیا تھا؟ ”

"بھائی کے اڈے پر۔ کون سے بھائی کے اڈے پر؟"
 میں اس وقت ایک فائر ہوا۔ باقی نماز اچھل کر گرا
 اور تڑپنے لگا۔ دونوں قدم پٹلے۔ یعنی فائر کرنے والا
 انھیں کہیں بھی نظر نہ آیا۔ اب تو وہ بست جیلان ہوئے۔
 انکلہر بھیشند نے سرسراتی آواز میں کہا:
 "اکرام۔ اس کا قاتل یہیں کہیں موجود ہے۔"

لفافہ

انھوں نے دیکھا، محمود کی ٹانگ میں ٹانگ لغائب پوش
 نے اڑاتی تھی۔ اس کے من پر وہ چیز ضرور تھی جو
 فرزاد نے اچھالی تھی، وہ زخمی بھی ہوا تھا۔ یعنی
 بے ہوش نہیں ہوا تھا؛ بلکہ اس نے ڈراما ضرور پی
 تا۔ بے ہوش ہونے کا۔ محمود کے گرتے ہی وہ
 اٹھا۔ اٹھتے ہی اس نے محمود کے سر میں ایک دردبار
 گھر ریس کرنا چاہی۔ ایسے میں خارجوق حرکت میں آیا
 وہ پورہی وقت سے اس سے علکرا گی۔ مددوں دھڑام
 سے گرتے۔ ساتھ ہی محمود نے اس کی گردن بڑوچ لی۔
 کس نے گردن چھڑانے کے لیے بست زور مارا، یعنی
 بھڑا د سکا۔ آخر کار اسے پچ پچھے ہی بے ہوش ہونا پڑا۔
 اب تم بے نکر ہو کر فون کر سکتے ہو۔ یہ کوئی شکارت
 نہیں کر سکتے۔ خارجوق مسکایا۔

فلان بگر پہنچو، درز یہ تمام ثبوت پوسیں کے حوالے
کر دیئے جائیں گے۔ یہ اس عمارت میں پہنچا۔
جو آج کل یہ نتاب پوش یعنی پورے میان استعمال
کرتا ہے۔ اور اس دن سے یہ اس گروہ کے لئے
کام کرنے بد جبور ہو گیا۔ پھر بھتے جرام بھتے
کرانے لگتے، ان کے ثبوت بھی جمع کیے جاتے
دہے اور دکھاتے جاتے رہے۔ تاکہ میں بھی بھی
بھاگ لکھ کر کوشن نہ کر دوں:

”ہوں! نیر۔ تم بتا رہے تھے کہ ہاس نے تمیں بلایا۔“
”ہاں: وہاں اس نے مجھے ایک شخص کو ہلاک کرنے کا
حکم دیا۔ میں نے آج تک بھی کسی کو قتل نہیں کیا
تھا۔ یہی کاپ گی اور میں نے فیصلہ کر دیا کہ یہ
کام نہیں کر دیں گا۔ اب سوال یہ تھا کہ ان لوگوں
سے کس طرح بچوں گا؟ سو میں اسی رات وہاں دوبارہ
داخل ہوا۔ اور عمارت کی تلاشی شروع کر دی۔ اس وقت
ہاس عمارت میں نہیں تھا، باہر بھی کوئی نہیں تھا۔
غائب کوئی موجود بھی نہیں سکتا تھا کہ ہاس کی اس خیز عمارت
میں اس کا کوئی کارندہ اس طرح داخل ہونے کی جرأت
بھی کر سکتا ہے۔ اور میں نے دہاں سے کچھ کاغذات

خود نے جلدی جلدی دستتر فون کیا اور ریسیور رکھ دیا
پھر وہ آدمی میان کی طرف رہے:

”اب آپ فدا سے پہلے اپنی کمائی سنا دیں؟
” یہ ایک خوبیں گردہ ہے۔ بڑے بڑے لوگوں
کو لوٹنا اس گروہ کا لام ہے۔ ڈسٹے میں کوئی آ
ہائے تو یہ فدا اسے لتم کر دیتے ہیں۔ گردہ
میں قریباً سو آدمی کام کرتے ہیں۔ ان کا ایک
باس ہے۔ یہ شخص ہے آپ لوگوں نے ابھی ابھی
بے ہوش کیا ہے، ہاس کا نائب ہے۔ اور
پھر سے گردہ کو یہی گزڑوں کرتا ہے۔ ہاس تو
صرف اسے احکامات دے دیتا ہے۔ اتفاق
ایسا ہوا کہ ہاس نے اس کے ذریعے مجھے ایک عمارت
میں بلایا۔ کہ نائب کو درمیان میں لائے بغیر
مجھ سے کوئی کام ینہیں چاہتا تھا۔ میں اس زندگی
سے مست منگ کیا ہوا ہوں۔ مجھے دراصل زبردستی
اس گردہ میں شامل کیا گیا ہے۔ کسی زمانے میں
چھوٹی چھوٹی بجوریاں کرتا تھا۔ اچانک ایک دن
ان پھوریوں کے ثبوت مجھے ایک غافلے میں
بند گھر میں پڑتے ٹلے۔ اور یہ ہدایت بھی کہ فدا

حاصل کر لیے؟

۶۲

بہست خوب - ہم آپ کو دعوه معاف گواہ بنا
سزا سے بچا لیں گے - یا پھر آپ کو بہست کم
دی جائے گی - آپ نظر نہ کریں - یہکن پہنچے آپ
کو ایس اس عمارت میں لے جانا ہو گا - بآس کو
گرفتار کر دانا ہو گا؟

میں باقی نوٹے لوگوں کو گرفتار کردا سکتا ہوں - اس
مارت تک بھی آپ کو لے جا سکتا ہوں - جس میں سے
یہ کافی نظر ادا کر لایا ہوں - یہکن - بآس کو گرفتار
کرنے میں کوئی مدد مکن طرح کر سکتا ہوں - جب کہ
میں نہیں جانتا - وہ کون ہے؟

خیر اتنا ہی سمجھی - پہنچے، ہم صرف اس عمارت
کو چیک کریں گے - اگر اتفاق میں ہاس بھی دہان
مل گی تو کیا ہی بات ہے، نہ ملا تو بھی کوئی بات
نہیں - ہم اس لیکن بھی پہنچ رہی جائیں گے:

اور پھر محمد حسین آزاد اپنے ماتحتوں کے ساتھ دہان
پہنچ گی - یہکن سب انپکڑ اکرام اس وقت دفتر میں موجود
نہیں جناب - وہ ہر وقت اپنے نہ کو کافی حد تک
چھپا کے رکھتا تھا - کرایہ اس نے کئی ماہ کا ایڈوانس ادا

اور وہ دیکاڈڈ کہاں ہے - جو آپ نے اس کر دیا تھا:

۴۳

عمارت سے اڑایا تھا:

"مُؤمنہ میں نے ان لوگوں کے خوف سے بھیں ایک بچہ
چھپا دیا تھا - ابھی نکالے دیتا ہوں؛
اس نے کافی نظر اس کے خواہے کر دیے۔

خود، خادق اور فرزاد نے جب ان کو دیکھا تو وہ
اس گروہ کے کارناموں کی تفہیلات تھیں - اس دیکاڈڈ
کو قبضے میں لے کر وہ اس عمارت کی طرف روانہ
ہوئے - جس میں سے دیکاڈڈ چھایا گیا تھا - یہکن -
اب وہ ہائل غالی بڑی تھی - ابڑے اپسیں اس پر تالا
ضرور کھا نظر کیا تھا - دایسیں ہائیں سے پتا کرنے پر
ایک شخص نے بتایا کہ عمارت اس کی ہے - اور اسے
تحوڑی دیر پہنچے تک ایک شخص نے کرانے پر لے
رکھا تھا - یہکن تحوڑی دیر پہنچے، ہی وہ عمارت کو غال
کر پچکا ہے۔

"اوہ، ان کے نہ سے زلکلا، پھر خود نے کہا:

"آپ اس کا سطحیہ بتا سکتے ہیں؟
اور پھر محمد حسین آزاد اپنے ماتحتوں کے ساتھ دہان
پہنچ گی - یہکن سب انپکڑ اکرام اس وقت دفتر میں موجود
نہیں تھا - ان کو گرفتار کر دیا گیا۔

کہاں ہے -

”ہوں - نیز - ہمیں اس عمارت کے اندر کی ملاشی
بین ہے؟“

”بات کی ہے جناب“ وہ پریشان ہو گی۔

”وہ کوئی جرام پڑھ تھا - شاید اندر سے ہمیں اسے
خلاف کوئی ثبوت مل جائے“

”ادے باب دے - جرام پڑھ“ وہ گبرا گیا۔

”یکن اس میں آپ کا کوئی قصر نہیں“ فرناز بولی
”شش - شکریہ“ اس نے پڑھکوں ہو کر کہا۔

”ڈیکم شش - شکریہ“ فاروق نے سکرا کر کہا۔

”جی کیا مطلب؟“

”ان کی باتوں کا مطلب ذرا مشکل سے سمجھ میں
ہے ، لہذا اس پچھر میں“ گورونے ہز بنا یا۔

آخر اس نے ”مالا کھول دیا اور وہ اندر داخل ہو گئے
پوری عمارت سے انگلیوں کے نشانات اٹھانے لگے -
ہاس نے رخصت ہونے سے پہلے صرف چیزیں سیکھی تھیں
انگلیوں کے نشانات ٹالنے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔

”یا تو کچھ بھی نہیں ہے؟“

”یہ تو ہونا ہی تھا - یہرے فرار ہونے کے بعد اس
نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس عمارت سے بکل گیا“

”ہوں : نیز - میاں سے انگلیوں کے نشانات تو مل
بی گئے ہیں ، ہم ان سے کام چلانے کی کوشش کریں گے
گھوڑے کہا۔

”پھر وہ باہر بکل آتے - اور گھر پہنچے - ان کے والد
ابھی نہیں ہوتے تھے - اس پر انھیں تقدیرے یہ رہت ہوئی ،
کیونکہ دفتر میں بھی مجھ نہیں تھے اور نہ اکرام تھا۔

”بلد ہی انھیں انگر پرنٹ کی پورٹ مل گئی - اس عمارت
سے صرف اکھے میاں کی انگلیوں کے نشانات مل سکے
تھے - اس پورٹ نے انھیں اور بھی یہ رہت میں ڈال دیا -
آؤتے میاں کو وہ حفاظت کے نیال سے اپنے ساتھ رہی
لے آتے تھے :

”یہ کیا بات ہوتی آدمی سیاں“ گھوڑے اسے گھوڑا۔

”جی - میں کس کو سکتا ہوں؟“

”اس بات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس
نے اپنی انگلیوں کے نشانات تو شا دیے ہوں اور آپ
کی انگلیوں کے نشانات رہنے دیے ہوں - اس پیسے کہ
اکثر چیزوں پر انگلیوں کے نشانات نظر نہیں آتے -
پاؤڑو ڈال کر ان کو ابھارنا پڑتا ہے۔“

”اس کا صرف اور صرف ایک ہی مطلب نہ کھلا ہے :“

مجبراً کر کما۔

” ہوں۔ اس سے پہنچ کر ہم دروازہ کھولیں۔ اپنی چاہیے دینا چاہیے۔“ محمد بولا۔

” انھیں میں چھاتی ہوں۔ تم دروازے کی طرف جاؤ۔“ فزانہ نے فرزاں کہا۔

” آپ تکڑا کریں۔ ہم اپنی جان تو دے دیں گے۔“ آپ پر آپنے نیس آنے دیں گے۔

” شش۔“ شکریہ اس نے کہا۔

” پھر آپ نے بے پارے شکریے کے دو مکڑے کر دیے۔“ فاروق نے کہا۔ اور فزانہ اسے لے کر اندر کی سمت میں پہنچی۔ اسی وقت دشک پھر ہوئی۔

” ہے ہیں بھائی۔ ایک منٹ یہ محمد نے ایک لگائی۔“ پھر دونوں دروازے ہر پہنچے:

” جی۔ کون صاحب ہیں؟“

” آپ کا تار ہے جناب۔ باہر سے کہا گی۔“ وہ مکرا دیے اور محمد نے کہا:

” ہم نے تو کوئی سارے نہیں ملکوایا۔“

” اوہ ہو۔ بھلی کا تار نہیں۔ اسی کا پیغام بذریعہ تار

آؤ سے میاں نے کھوئے تھے انداز میں کہا۔

” اور فہ کیا ہے؟“

” یہ کہ وہ اس عادت میں ہر وقت دستانے پہنچ رہتا تھا۔“

” ادھ اہل اُوہ چلے۔“

” غیر۔ اب جو نہیں اتنا جان آتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ان نو تے آدمیوں کو گرفتار کرنے کے لیے نکل گھٹے ہوں گے۔“ اور اس کے بعد رہ جانے والا صرف اور صرف ہاس

وہ ایک دی کر سکے گا۔ جلد ہی، صادے تباو میں آ جائے گا۔“ اور جو نہیں وہ آپ کے قابو میں آئے گا۔ میری جان

میں جان آ جائے گی۔“

” آپ اپنی جان میں جان تو خیر اب بھی لے آئیں، بے جان رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔“ فاروق نے اسے شودہ دیا اور وہ مکرانے گے۔

” میں اس وقت دشک ہوئی۔“ وہ اچھل پڑے۔ یکوں انداز اپکڑ، ہمیشہ کا نہیں تھا۔ انھوں نے فرزاں ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

” یہ دشک بھی ہو سکتے ہیں۔“ باس کوہناری اب تک کی کارروائیوں کی اطلاع تو مل ہی پہنچ ہو گی۔“ فزانہ نے

آیا ہے۔

۴۸

"اوہ، اچھا۔ تار اندر پہر کا دیں۔ فرش کے ساتھ رکھ کر۔"
"یکوں سیں بات ہے۔ آپ دروازہ یکوں نہیں کھول دیتے۔"
"اندر خطرہ ہے۔ فاروق بولا۔"

"سیا کہا۔ اندر خطرہ ہے۔ محمد کے لئے ہیں یہتھی۔
"میں۔ نہیں۔ ہاں۔ فاروق گڑایا۔"

"سیا کہا۔ نہیں یا ہاں ہی۔"
"نہیں بھی کہا، ہاں بھی۔"

"دماغ تو نہیں ہمل گیا۔ محمد نے اس کی طرف گھوڑ کر دیکھا۔"

"ان حالت میں دماغ کے علاوہ پٹنے کے لیے اوہ رہ بھی سیا گی ہے۔"

"حد ہو گئی۔ یعنی کہ۔"

"ہاں تو ہو، تو ہو، ہی جاتی ہے۔"
"تم وگ آپس میں پھر باٹیں کرنا۔ دروازہ کھول کر تار دھول کر لو۔" پاہر سے بھتا کر کہا گیا۔

"نہیں! آپ تار اندر سر کا دیں۔ اور جس کا غذہ،
دستخط لیتے ہیں، وہ بھی۔ ہم دستخط کر دیں گے!
عجیب وگ ہیں آپ بھی۔ اچھا۔ میں اندر سر کا رہا۔"

ہوں۔" پاہر سے کہا گیا۔

"بہت بہت مشکل ہے! آپ تو بہت نیک آدمی ہیں؟"
جواب میں پچھا دکھا گیا۔ صرف ایک عدد تار اندر سرک کیا۔ اور کافی کی ایک چھٹ بھی جس پر انھیں دستخط کرنے تھے۔

"فاروق۔ فدا چھٹ کا رخ کرو۔ اور دیکھ۔ پاہر کوئی
غربڑ تو نہیں ہے۔ محمد نے دبی آواز میں کہا۔
سیا آپ تک دستخط نہیں ہوئے۔ ایک دستخط میں
اتنی دیر غصی ہے:

"نہیں۔ یہ بات نہیں۔ محمد بولا۔"

"پھر کیا بات ہے؟"

"قلم۔ قلم۔ اس نے غربڑا کر کہا۔

"بندی کریں۔ پاہر سے پھر جھٹا کر کہا گیا۔

اور محمد نے دستخط کر کے چھٹ پاہر سر کا دی، اس
لیے کہ اس کے خیال کے مطابق اس وقت تک فاروق
اوپر پیٹھ چکا تھا۔ بندہ ہی وہ یونچے چلا آیا:

"ہم بلا وجہ ڈر رہے تھے۔"

"اس کا مطلب ہے۔ پاہر کوئی غربڑ نہیں ہے!"

"نہیں۔ وہ تو واقعی ڈائیک تھا:

اب انھوں نے تار کو دیکھا۔

"تار کھونے سے پہلے فرزاد کو بلا یئتے ہیں۔ محمود نے کافاروق نے اسے آواز دی۔ وہ تیزی سے ان کی طرف آئیں۔ کی رہا توہ بولی۔

"ڈاکی رہی تھا۔

فرزاد نے تار کے نافے کی طرف دیکھا۔ اس پر بیجھنے والے کا نام نہیں تھا۔ اس کے ماتھے پر شکنیں پڑیں۔ محمود کا باقاعدہ کھونے کے لیے حرکت میں آیا ہی تھا کہ وہ چلا اٹھی۔

"شہزادی!

اس کی آواز میں اس تقدر خوف تھا کہ محمود کے ہاتھ ساکت ہو گئے۔

"مگر۔ کیا ہوا؟"

"اس نافے میں تم بھی ہو سکتا ہے۔"

"نافے میں تم۔"

"ہاں، آج کل نفاذ میں بھی تم آنے لگے ہیں۔ فرزاد نے کہا۔

"ہاں واقعی۔ کئی وادیاں ہو تو پہلی ہیں۔"

"تب پھر۔ تم جب تک اس کو پہنچ کر نہیں کر۔"

یئتے۔ کھولیں گے نہیں۔"

"اور پہنچ اس کو گھر میں کرایا نہیں جا سکتا۔"

"اس کے لیے ہم حوالدار محمد حسین آزاد کی خدمات حاصل کر یئتے ہیں۔ وہ اس نافے کو لے کر پروفیسر انکل کی طرف پہنچ جائیں گے۔"

"یہ پہنچ رہے گا۔"

جلد ہی محمد حسین آزاد وہاں پہنچ گیا۔ نفاذ خاص ہدایات کے ساتھ اسے دے کر روانہ کر دیا گی۔

"اب اس سے پارے کو باہر لے آئے ہیں۔ اندھہ پھپا سوکھ رہا ہو گا۔ محمود نے کہا۔"

"اچھی بات ہے۔ میں لے آتی ہوں۔" فرزاد نے ابھی اندر کا رُخ کیا، ہی تھا کہ دروازے کی گھنٹی ایک بار پھر بجی۔

"آف اللہ! یہ اب کون ہے؟"

"جب انھوں نے دیکھا۔ کر نافے تم کا تو اب تک دھماکا نہیں ہوا، کیونکہ تار تو فرزاد کھونے والی چیز ہوتی ہے، لہذا وہ مایوس ہو گئے۔ اب کسی اور رُخ سے واد کریں گے۔ آؤ دیکھتے ہیں۔ اب ان کا کیا پروگرام ہے؟" محمود نے پر سکون آواز میں کہا۔

”اپ کیا چاہتی ہیں محترم؟“
 میں اس وقت اخون نے فاروق کو تیزی سے آتے
 دیکھا۔ جس کا مطلب تھا، کوئی بات ضرور ہے۔ ساتھ ہی
 فون کی لفظی پہنچنے لگی۔

”جگہ جگہ رات زیادہ ہو رہی ہے۔ میری پریشانی میں
 اضافہ ہو رہا ہے۔ اب تک ابا جان کو آ جانا چاہیے تھا
 فرزانہ بڑی بڑی۔“

”اس بات پر بعد میں خود کریں گے۔ پس تو باہر
 آنے والے کو دیکھیں۔“ فاروق بولتا۔
 ”مگر تو فرزانہ کے پر پہنچے۔“

”جی۔ فرمائیے۔ کون صاحب ہیں؟“
 ”یہ تین ہوں: باہر سے ایک حودت کی آواز سنائی دی،
 ساتھ ہی محمود نے فاروق کو اشارہ کیا۔ کہ اوپر جا کر
 دیکھے۔ اس نے فدا اوپر کا رُخ کی۔
 ”میں کون؟ محمود نے برا سامنے بنایا۔“

”تو یہ خاتم۔ ایک ضرورت مند۔ میہمت کی ماری۔“
 ”فی الحال تو، مدارے گھر میں کسی میہمت کے مارے کی
 کنجائش نہیں ہے۔ بی بی۔“ فرزانہ نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔
 ”چھپ رہو۔“ محمود نے بھٹک کر کہا۔

”لگ۔ کیا میں کوئی غلط بات کر بیٹھی ہوں؟“
 ”نہیں۔ غلط بات تو صرف فاروق کرتا ہے۔“ اس نے
 جل کر کہا۔

”اچھا، تم بات کرو۔“

رشید شاہ

دونوں نے اس سمت میں دیکھا۔ جس سمت سے گول آئی تھی، یہاں اس سمت میں صرف اور صرف عمارتیں آ کر ام۔ وہ سامنے والی عمارت۔ گول صرف اور صرف اس عمارت سے آ سکتی ہے:

"شیک ہے سر۔ آپ یہاں ٹھہریں۔ میں دیکھتا ہوں۔ نیں اکرام! تم یہاں ٹھہرہ۔ دفتر فون کر کے علیے کرو۔ میں اس عمارت کو دیکھتا ہوں۔"

"او کے سرث اس نے فرو کہا۔

ان پکڑ جشید تیر کی طرح اس عمارت کی طرف گئے۔ کوئی پرائیویٹ دفتر تھا۔ دعاگاہ بنانے والی کسی فرماڈیلی دفتر۔ دفتر اس وقت بند تھا۔ صرف ایک چوکیدا دروازے کے دوسرا طرف موجود تھا۔ انھوں نے دیکھ دی تو اس نے دروازہ کھوٹ دیا:

"بھی صاحب۔ کیا بات ہے؟"

"اس عمارت سے ابھی ابھی گولی چلائی گئی ہے۔"

"عُلَّگ - گولی۔ کیا بات کرتے ہیں صاحب؟"

"بھی ایک آدمی ہلاک ہو گی ہے۔ اور آپ میری بات پر یقین نہیں کر رہے۔"

"اوہ ہو اچھا۔ نیجہ۔ یقین کرنے کا کیا ہے۔ کریتا ہوں۔"

"وہ اندر داخل ہو گئے۔"

"میرا تعلق پولیس سے ہے۔ میں اس عمارت کی تلاشی کرنے گا۔ دروازہ اندر سے بند کر دیں۔"

"بہت بھتر جاہب۔ اس نے کہا اور دروازہ بند کر دیا۔

"کیا اس عمارت سے نکلنے کا کوئی اور دروازہ بھی ہے؟ انھوں نے پوچھا۔"

"ہے۔ یہاں اس پر تو چھٹی کے بعد تالا گا دیا جاتا ہے۔"

"کیا اس وقت تالا گا ہوا ہے؟"

"ہاں جاہب۔"

"یہاں بھی تالا گا دیں۔"

"بھی اچھا۔ اس نے کہا اور تالا گا دیا۔"

"اب اگر ہم دونوں کے علاوہ کوئی تیرا اندر ہے تو

”میں ایسا نہیں سمجھتا۔ میری زندگی اسی قسم کے تجربات
میں گزر دی ہے۔ یہ میرا دوز مرہ کا کام ہے۔ گولی
صرف اور صرف اس عمارت سے پلانی گئی تھی۔ اپر
والی منزل سے۔ اور پھر قاتل پچھلے دروازے سے فرار
ہو گیا۔ تم نے دروازے کو اس کے فرار ہونے کے بعد
تمالا لگا دیا۔“

”یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ اس نے بولکر کہا۔
”اب اور جھوٹ نہ بولیں۔ ورنہ ہمیں آپ کو پہلیں
اشیش لے جانا ہو گا：“

”نن۔ نہیں۔ یہ سبے وہ نوٹ۔ جو اس نے بھے
دیے تھے، یہیں اس وقت اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ
وہ کسی کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے صرف اتنا کہا
تھا کہ وہ سامنے والی عمارت میں نظر آئے والے چند
افراد کی تصاویر یعنی چاہتا ہے۔ اور تصاویر یعنی کے فوراً
بعد فرار ہو جانا چاہتا ہے۔ لہذا پچھلا دروازہ اگر میں
کھول دوں اور اس کے جانے کے فوراً بعد تمالا لگا
دلوں تو وہ مجھے دو ہزار روپے دے گا۔ میں لاپچ
میں آگی۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہ کیا کرنے والا ہے،
تو میں ہرگز اسے اس کی اجازت نہ دیتا۔“

”کیا وہ کسی راستے سے فرار ہو سکتا ہے؟“
”نہیں صاحب۔ باکل نہیں ہو سکتا۔“
”شکریہ؟“ انھوں نے کہا اور آگے بڑھے۔
انھوں نے پوری طرح تماشی لی، یہیں کہیں چھپا ہوا
نظر نہ آیا۔ وہ سوچ میں ڈوب گئے۔ آخر بولے:
”یہ نہیں ہو سکتا۔“

”جی۔ کیا نہیں ہو سکتا؟“ پوچھدار نے چونکر کہا۔
”یہ کہ پچھلا دروازہ بند رہا ہو اور وہ سامنے والے
دروازے سے نکل گی ہو۔ اس لیے کہ فائز کے خواز
بعد میری نظری اس دروازے پر جنم گئی تھیں۔ اب
یا تو اس وقت پچھلا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ یا پھر قاتل
مارت میں ہی کہیں چھپا ہوا ہے۔ یہیں، میں غلط تو
نہیں کہ رہا ہو۔ یہ کہ کر انھوں نے اسے تیز نظر دیں سے گھورا۔
”نن۔ نہیں۔“ اس نے کہا۔

”کیا مطلب۔ آپ کا جواب سمجھ میں نہیں آیا۔“ انپر
چشید نے کہا۔

”میرا مطلب ہے۔ نہ تو پچھلا دروازہ کھلا ہوا تھا
اور نہ اندر کوئی چھپا ہوا ہے۔ گولی کسی اور جگہ سے چلانی
گئی ہو گی جتاب۔“

"اخنوں! اس شخص سے ہمیں کچھ معلوم ہو سکتا تھا۔
یعنی جرم نے اسے بھی ختم کر دیا۔ اس کا مطلب جانتے
ہو اکرام؟"
"بھی، میں بحث نہیں، آپ کی کہا چاہتے ہیں۔ اس
نے چونک کر کہا۔

"یہ کہ۔ جرم ہم سے بہت نزدیک گئیں موجود ہے یا
اس کا کوئی خاص آدمی موجود ہے، ہر دقت ہم پر نظر
دکھے ہوتے کہ ہم اب کیا کرتے ہیں۔"

"خوب! آپ شیک کہتے ہیں سر۔ اب ہم اس نظریہ
کے مطابق بھی ادھر اور نظر رکھیں گے:
اور اس کے مارے جانے کا ایک اور مطلب نکلنے
ہے: انپکٹر جمیڈ مکارے۔"

"اور وہ کیا سر؟"

"یہ کہ رشید شاہ کا بیان درست ہے۔ ان سے پڑے
بھی نواز نے، ہی خون کیا تھا؟"

"خوب! اب چونک تفیض کے راستے میں رکاوٹ پیدا
ہو گئی ہے۔ لہذا اب تو آپ بھائی کے لڑے کی خبر
یعنی کے لیے روانہ ہو جائیں۔"

"اوہ میں! شاید تم محدود، فادووق اور فرزانہ کے لیے بہت

"خوب! تو یہ بات تھی۔ گویا وہ فرار ہو چکا ہے!
یہ آس کے پاس شاید ہے آواز پستول تھا، کیونکہ میں
نے پستول پہنچنے کی آواز بالکل نہیں سنی۔ اس کے لئے گے میں
یکمہ ضرور تھا۔"

"خوب! آپ نے لایخ میں آ کر ایک قاتل کو موقع
دیا۔ یعنی خیر۔ آپ کو مزا تو آپ کے جرم کے مطابق
بھی ملے گی، زیادہ سر نہیں ملے گی۔ میں: اگر آپ کو
معلوم ہوتا کہ جرم کیا کرنے لگا ہے۔ اور آپ اس کے
جرم کے مطابق اس سے کوئی بڑی رقم لیتے تو پھر آپ
کو قتل کے جرم میں شریک ٹھرا�ا جانا۔ پلیے میرے ساتھ،
یہاں باہر کے دروازے پر تالا لگا دیں۔"

"لک! میں آپ مجھے بالکل نہیں چھوڑ سکتے!"

"اور اس جرم کی تفصیلات میں کیا لکھوں گا؟" اخنوں نے
ٹھک بھجے میں کہا۔

چونکہ اس سر جک گیا۔ انپکٹر جمیڈ اسے ساتھ ہے
اس کام کے پاس پہنچے۔

"ان حفظت کی مہربانی سے اس کا خون ہوا۔"
یہ کر اخنوں نے تفصیل مُسنا دی۔ اکرام نے اس
کے لاقصوں میں ہتھکڑی پہنا دی۔

”یکن ابھی سادہ بیاس والے یہاں نہیں پہنچے۔“

”تو پھر۔“

”پچھے دیر انتظام کر رہتے ہیں۔“

”اور اس دوڑاں اگر انھوں نے کوئی لفڑان پہنچا ڈالا۔“

”اٹھاک ہے۔ اگر ہم نے انھیں اس وقت وارنگ دی تو تمام لوگ گرفتار نہیں ہو سکیں گے۔“

”ہاں ای تو ہے۔“

”اور پھر چند منٹ بعد ہی سادہ بیاس والے پہنچ گئے۔ انھوں نے آن کی آن میں جلد آوروں کے گرد گھبرا ڈال دیا اور پروڈیشن لے لی۔ اس کے بعد پیکر پر اعلان کی گئی،“

”خیدار! تم لوگوں کو پُروری طرح مجھے میں لے لیا گی ہے۔ اب تم میں سے کوئی بھی فرار نہیں ہو سکتا۔ لہذا بستہ یعنی ہے کہ بے کے

سب ہتھیار ڈال دو۔ یہ اعلان دو مرتبہ اور دبڑا جائے گا۔ اگر تیسری مرتبہ کے اعلان کے بعد بھی بہتیار تھیک گئے تو ہم قازنگ شروع کر دیں گے اور ذمہ داری خود تم پر ہو گی۔“

”اس اعلان نے ساثا طاری کر دیا۔ اور گرد کے لوگ سہم لگئے۔ دبک کر گھر دن کے دروازے بند کر لیے

”نکل مند ہو، یہکن وہ سیدھی کھیر نہیں ہیں۔ خیر آؤ۔“

”وہ بھائی کے اڈے پر چلتے، یہکن دہل کی خبریں سُ کر دے، نکل مند ہو گئے۔ یہاں تو اچھی بھلی جگہ ہو چکی تھی۔ اور اب تو اڈے کے گرد پولیس کا پہرہ تھا۔“

”انھوں نے گھر فون کیا۔ دوسرا طرف سے فوراً جوڑ کی آواز سنائی دی۔“

”ہاں بھی۔ ادھر کی کیا خبریں ہیں؟“

”بہت گرم۔ نوچے کے قریب حملہ اور انہیں گھر میں لے پکھے ہیں۔“

”یا کہا۔ نوچے حملہ اور تم لوگوں کو یا گھر کو،“

”انھوں نے پوچنک کر کہا۔“

”جی۔ گھر کو۔“

”اچھی بات ہے۔ ہم آرہے ہیں۔ یہ کہ انھوں نے سلسلہ کاٹ دیا اور پھر دفتر کے نمبر ملا تے۔ اپنی تختہ غورس کو فوراً ہڈیات دیں اور گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ گھر کے نزدیک پہنچنے تو انھوں نے دیکھا۔ دہل واقعی مسلح حملہ اور گھبرا ڈالے رہتے تھے۔“

”ان کے ارادے خطرناک لگتے ہیں۔ اکرام!“

”تو ہم فوراً انھیں وارنگ دیتا شروع کر دیتے ہیں۔“

گئے۔ اعلان دو مرتبہ اور دہرا�ا گی۔ پھر دو طرف فائزگ
شروع ہو گئی۔
اس وقت تک محمود، فاروق، فرزاد اور بیگ جہش
چھست پر پوزیشن سے پچھے تھے اور چادوں طرف فائزگ شروع
کر پچھے تھے۔ لہذا حملہ چادوں کو دو طرف فائزگ کا سامنا
کرنا پڑا گیا۔ اور پھر وہاں چینوں کا بازار گرم ہو گیا۔
پندرہ منٹ کی زبردست فائزگ کے بعد انھوں
نے ہتھیار پھینک دیے اور ہاتھ اور پر اٹھا دیے۔
اس وقت تک ان کے چہینے کے قریب آدمی مارے جا
پچھے تھے۔ بہت سے زخمی ہو پچھے تھے۔ ان سب کو
تابو کرایا گی۔

اب بتاؤ۔ تم نے میرے گھر پر حملہ کیوں کیا ہے۔
”بھادرا پاس آدمیے میاں کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتا اور
بس۔ ہمیں یہی حکم تھا کہ اسے ہر حال میں تنتم کرنا
ہے، یکوئک وہ ہم سب کا ریکارڈ چھرا کر لے گیا ہے
اور اگر اس نے وہ ریکارڈ پولیس کو دے دیا۔ تو ہم
زستے کے نتے آدمی جیلوں میں سڑی گے۔ اگرچہ
پاس کا پھر بھی پچھے نہیں بگزرے گا۔
”کیوں؟ وہ بولے۔

”اس لیے کہ آدمیے میاں کو بارے بارے میں پچھے
بھی معلوم نہیں ہے۔
”ہوں، اخیرت یہ کہ کر وہ محمود، فاروق اور فرزاد کی
طرف تھے۔
”اور تم لوگوں کی کہانی کیا ہے؟
انھوں نے کہانی سننا دی۔ ایک جھیلہ شن کر
سوچ تھا میں ڈوب گئے، پھر آدمیے میاں کی طرف مڑے،
”آپ نے بے شک بہت بڑا کام کیا ہے، میکن
کاش آپ بارے بارے میں بھی معلومات حاصل
کر لیتے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم بارے بارے کس
طرح پہنچیں؟
”یہی تو مشکل ہے۔ بارے بارے آپ کو کسی پر
آج سک خلاہری ہی نہیں۔ آدمیے میاں نے کہا۔
”اچھی بات ہے۔ میں اس عمارت کی تلاشی لینا چاہتا
ہوں۔ جس میں سے آپ نے یہ ریکارڈ پھرا�ا ہے۔
”اس کی تلاشی ہم اچھی طرح لے پچھے ہیں۔ وہاں اب
پچھے نہیں ہے۔ صرف انگلیوں کے نشانات، مل کے ہیں۔
”وہ بھی صرف آدمیے میاں کے۔
”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ان کے لمحے میں حرمت تھی۔

کی ضرورت تھی۔ جس میں فون بھی ہو۔ نہذا وہ زیادہ سے زیادہ کرایہ دینے پر سیار ہو گیا۔ لیکن اس نے شرط یہ تھا کہ کوئی تحریری معابدہ نہیں ہو گا۔ میں نے یہ مکان بنایا ہی کرنے پر دینے کے لیے ہے، نہذا میں نے کوئی اعتراض نہیں:

”ہوں ا آپ اسے دیکھیں گے تو پہچان میں گئے۔“
”جی نہیں۔ وہ ہر وقت اپنے چہرے کو کافی مدد
چھانے رہتا تھا۔“
”اس کی آواز۔ آواز تو آپ بتا ہی سکتے ہیں۔
کیسی تھی؟“

”بہت باریک سی۔ شاید وہ آواز بدل کر بون تھا۔“
”وہ یہاں کتنا عرصہ رہتا ہے؟“
”کوئی پچھے ماہ۔ اس نے کہا۔“
”نیپٹر جھیل نے ان کی طرف دیکھا۔“

”اس کا مطلب ہے۔ وہ اپنا جھکانا۔ جی بدقیقہ ہے۔“
”ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔“

”خیر بھی۔ آؤ چلیں۔ اور جاپ آپ کا بہت سست شکریہ،
ہم نے آپ کو دو مرتبہ زحمت دی۔“
”کوئی بات نہیں۔“

”باس اس حد تک ممتاز تھا۔ کہ اس عمارت میں شاید ہر وقت دستالے پہنے رہتا تھا۔“ محمود بولا۔
”کمال ہے۔ خیر پھر بھی میں عمارت دیکھنا پسند کروں چکا۔ انہوں نے کہا۔

”تو پھر پہلے۔“
”وہ اسی وقت رواز ہو گئے۔ ماں سے پابی لی اور اندر داخل ہو گئے۔“

”فاروق۔ تم ذرا ماں سے بھی بھیں جلا لاقہ۔“
”جی بھتر!“
ماں آیا تو اس کے چہرے پر ملجمن کے آثار تھے۔

”آپ دیکھو تو پکے ہیں اس کو اچھی طرح۔“
”ہاں لیکن ہمارے والد مصاحب بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔
یہ پکٹے ہمارے ساتھ نہیں تھے۔“
”اچھا! وہ بولے۔“

”میں وہ کرایہ نامہ دیکھنا چاہتا ہوں۔“ جس کے تحت آپ نے مکان اس شخص کو دیا تھا۔
”اس نے کوئی تحریری معابدہ کیا ہی نہیں۔ کئی ماہ کا ایڈوانس کرایہ دے دیا تھا۔ وہ بھی من مالک،
اس میں فون موجود ہے۔ اور اسے کسی ایسے گھر

"آدھے میاں ؟ آپ کوئی بات بتا سکتے ہیں ۔ جو آپ نے میاں بار کی موجودگی میں محسوس کی ہوئی "جی میں نے آدھے میاں نے کہا ۔

"لڑ - کوئی بھی بات ؟ "جی نہیں ۔ وہ میرے سامنے بھی بالکل اسی طرح آتا تھا ۔ جس طرح کہ انھوں نے بتایا ۔ میں اس کا پورا پھر دیکھ سکا ۔ بلکہ بتنا دیکھ سکا ۔ وہ بھی دیکھنے کے برابر ۔

"میں اس کی آواز کے بارے میں ماںک مکان کی بیان درست ہے ؟

"ہاں جناب ۔ وہ باریک آواز سے بات کرتا تھا ۔ یعنی میرا خیال ہے ۔ وہ آواز اس کی اپنی تھی ۔ بدل کر نہیں بولتا تھا ۔

"ہیوں ۔ آئیے پہلیں ۔ وہ یک بار پھر گھر کی طرف رواز ہوئے ۔ راستے میں اپنکر جمیٹے ہوئے ۔

"شکل یہ ہے ۔ کہ جب تک ہم بار کو گرفتار نہیں کر لیتے ۔ اس وقت تک آدھے میاں کی جان کی خطرے میں ہے ۔

"ہیں خود بہت مجراہٹ محسوس کر رہے ہوں ۔ کیا ایسا نہیں ہو سکا جناب ۔ آدھے میاں نے بات درمیان میں چھوڑ دی ۔

"کیا نہیں ہو سکتا ؟

"یہ کہ آپ بچے ملک سے باہر بھجا دیں ۔ کچھ وقت کے لیے ۔ جب تک کہ وہ پکڑا نہیں جاتا ۔ جونہی وہ پکڑا جائے گا ۔ میں اپنے دل میں وہ آؤں سکا ۔" یہ کام میرے لیے پہنچاں شکل ہیں ۔ یعنی ہم میاں بھی آپ کی حفاظت کر سکتے ہیں ۔

"وہ تو ٹھیک ہے ، یعنی میں میاں ہر وقت سما سما رہوں گا ۔ اس طرح ہر وقت میری گردن پر تلوار ٹکٹنے محسوس ہو گی ۔

"اچھی بات ہے ۔ میں آپ کو باہر بھجا دیتا ہوں ، صبح آپ کی روانگی کا انظام ہو جائے گا ۔"

"اوہ ! بہت بہت شکریت ۔ اس نے خوش ہو کر کہا ۔ دوسرے دن انھوں نے اس کی پسند کے ایک ملک میں بھجوائے کا انظام کر دیا ، اتفاق کی بات کہ اس روز اس ملک کو پرواز بھی جا رہی تھی ۔ لہذا وہ ان سے رخصت ہو گی ۔ انھوں نے ایر پورٹ پر اسے الوداع

کی، پھر انپر جشید نے چھوٹے موٹے ایک دو کام اور کیے:
”بڑو ایک نگر تو دود ہو گی۔ یہ کہ بہس آدم سے میاں کا
پکھ نہیں بلکاظ سکے گا۔ یہکن ایک پریشانی ہاتی رہ گئی:
فائدوق نے جلدی جلدی کہا۔
”اور وہ کیا فرمادے اسے گھورا۔

”یہ کہ بہس سکت ہم کس طرح پہنچیں۔ اس کے لئے
آدمی کو اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔
”بسی پچھ ہائیں گے۔ اب کیا جلدی ہے۔ پہلے تو
ہیں آدم سے میاں کی وجہ سے جلدی تھی۔ کہ کہیں وہ اسے
کوتی نقصان پہنچا دے:
”اہ! آپ بھی تجھک کتے ہیں، لیکن ہم اپنی الحسن
کا کیا کریں؟

”صیرہ: انپر جشید سکلتے۔
”یہی کام تو مشکل ہے:
”تو پھر میں ایک اشارہ دیتا ہوں۔ تم جا کر رشید شاہ
کو چھیک کر د۔

”جی۔ کیا مطلب۔ رشید شاہ۔ وہ جو فون بوتحہ میں داخل
ہوتا نظر آیا تھا آپ کوٹ محمد نے چونک کر کہا۔
”اہ! مجھے اس پر شک ہے۔ اس کیس میں وہی ایک

”یہا آدمی نظر آیا ہے۔ وہ مجرم ہو سکتا ہے:
”یہکن آپ۔ اسے چھیک کر تو پکھے ہیں:
”نہیں۔ فون بوتحہ کے باہر، ہی اس سے ملاقات ہوئی
تھی۔ اس کے بعد میں نے اس سے ملاقات کی کوشش نہیں
کی۔ پھر میں بھی تھا رے ماتحت پہنچتا ہوں۔ انھوں نے مکرا
کر کہا۔

”بہت تھوڑا یہ ہوتی تباہت۔ وہ خوش ہو گئے۔
جلد ہی وہ رشید شاہ کے گھر کے دروازے پر
کھڑے ٹھنڈی بجا رہے تھے۔

نے اس سے ملاقات کی، لیکن ابھی بات کر رہے تھے
کہ کسی نے اسے گولی مار دی۔

”ادے باپ رے۔ تب فوجم بہت زیادہ ہو شاید
ہے۔ اس نے کہا۔

”کوئی دیسا۔ وہ تو بھادرے کان پر کان کاٹتا چلا
جا رہا ہے۔ فاروق نے فوراً کہا۔

”نہ۔ نہیں تو: اس نے گھبرا کر ان کے کافون کی
طرف دیکھا۔

”اچھا، آپ کو یقین نہیں آیا۔ ادے صاحب! یہ
تو نقل کان گھراتے ہیں، ہم نے: فاروق سکرایا۔

”آپ مذاق کر رہے ہیں؟ وہ بولا۔
”فاروق۔ خاموش: انپکٹر جیش غور آتے اور فاروق سم

عی، پھر انہوں نے رشید شاہ سے کہا:
”آپ سے اس شخص نے کس جگہ کا پتا پوچھا تھا۔

”بھا وہ کیا پتا پوچھ رہا تھا؟

”کوبے پا:

”کیا کہا۔ کوبے پا۔ یہ کیا چیز ہے جسی؟ انپکٹر جیش
کے لئے یہی ہوتا تھا۔

”اس شہر میں ایک علاقہ ہے۔ اس علاقے کے بارے

کوبے پا

”جی فرمائیے۔ اوہ ہو۔ یہ آپ ہیں: وہ انپکٹر جیش کو
دیکھ کر پوچھا۔

”جی ہاں! ہوں تو یہ میں ہی۔ اس میں تو فیر کوئی
شک نہیں: انپکٹر جیش مسکراتے۔

”جی۔ کیا مطلب؟ اس نے قدرے جران ہو کر کہا۔
”آپ نے اس شخص کا ملید بتایا تھا۔ جس نے فون
کیا تھا۔ اور اس کے بعد آپ نے فون کیا تھا۔

”جی ہاں! تو پھر... اس کے لئے یہی میرت تھی۔

”اس بیٹے کے آدمی کو بھی اصلی مجرم نے لٹکانے لگا
دیا ہے۔ اب آپ ہی بتائیں، ہم کہاں جائیں؟ فاروق
نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

”میں بھی نہیں: اس نے کہا۔
”آپ نے جس شخص کا ملید اہمیں بتایا تھا نا۔ ہم

میں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔

"یکن کیوں؟"

"گذام سا علاقہ ہے۔"

"اور وہ کوبے پا میں کس کا پتا پوچھ رہا تھا۔"

"بھی نہیں۔ اس نے صرف یہ پوچھا تھا کہ شہر میں

کوبے پا کس طرف ہے؟"

"تو یہ آپ کو معلوم تھا؛ محمود نے پوچھا۔"

"ہاں اور میں نے اسے بتا دیا تھا۔ آپ کو جی

بتا دیتا ہوں۔ کوبے پا شہر کے مشرقی سمت کے

آغڑیں ایک بالکل پھوٹا سا دیبات ہے۔"

"شکریہ! فاصلہ کتنا ہو گا جعل؟"

"یہاں سے تیس کلو میٹر۔"

"حیرت ہے۔ باقی نواز کو کوبے پا کا پتا بدھنے

کیا ضرورت چیز آگئی تھی۔ جب کہ وہ وہاں گیا

بھی نہیں، فون وو تھے وہ سید سا اپنے گھر گیا تھا۔

اس طرف تو ہانے کی اس نے کوشش بھی نہیں کی۔

"پھر کسی وقت جانے کا ارادہ ہو گا۔ اب اس میں

کیس کر سکتا ہوں۔"

"ہاں! آپ صحیک کہتے ہیں۔"

"اچا! آپ کا شکریہ۔ ہم نے آپ کو زحمت دی۔"

"نہیں جتاب کوئی بات نہیں۔"

اور وہ اسی وقت کوبے پا کی طرف روانہ ہو گئے۔

"عجیب سا نام ہے۔ کوبے پا تھا فاروق بڑھایا۔"

"بھی ہمارے نک کے دیباوون کے نام عجیب دغدغہ
بی ہوتے ہیں۔ محمود شکریا۔"

"باقی نواز اس بگ کا پتا کیوں پوچھ رہا تھا۔ کیا

ہمارے موجودہ کیس کا ہاں دہاں رہتا ہے؟"

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"آخر وہ کوبے پا پہنچ گئے۔ یہ تین ساڑھے تین سو گھنٹوں

پر مشتمل کچھ مکانات والا ایک گاؤں تھا۔ البتہ یہاں کے

لوگ بہت مال دار نظر آتے تھے۔ ہشام بشاش۔"

گاؤں کے ایک طرف ہری فصلیں نظر آ رہی تھیں۔

گاؤں کے لوگوں نے ایسیں گھور گھور کر دیکھنا شروع کی۔

یکن کوئی لوگ کچھ نہیں۔ انھوں نے گاؤں کا ایک پھر

نگایا، پھر کھیتوں کی طرف نکل گئے، یکن جلد ہی ان کا

راتا روک لیا گیا۔ راستا روکنے والے دو سچے نوجوان تھے۔

ان کے ہاتھوں میں بڑی بڑی رانٹیں تھیں۔"

"آپ لوگ اس طرف نہیں جا سکتے۔"

"یکن کیوں نہیں؟"
"آپ دیکھ نہیں رہے۔ اس طرف بحادرے کھیت میں"

"ہاں ان کھیتوں کی بی تیرپر کرنے جا رہے ہیں، ہم۔"
"بھی نہیں۔ ان کھیتوں کی سیر کی اجازت کسی کو
نہیں ہے۔"

"اور ہم سیر کیے بغیر جائیں گے نہیں۔"
"کیا مطلب۔ یہ آپ کی کام ہے ہیں؟"

"آخر آپ کو اعڑااض کیوں ہے؟"
"اعڑااض نہیں۔ ماں کا نکم۔ کھیتوں کے ماں ک
نے پابندی لٹا رکھی ہے کہ کوئی غیر مغلن آدمی اس
طرف نہیں آئے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ ماں کا نام بتاؤ۔"
"کوبے پا۔ ایک نے کہا۔"

"یہ تو گاؤں کا نام ہے۔ انپکڑ جنید نے گرا سا منڈ بنایا۔
یہ کوبے پا کا گاؤں ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ کیا وہی اس پورے گاؤں کا ماں
ہے؟ انھوں نے پوچھا۔"

"ہاں اس گاؤں کے وگ کوبے پا کے مغارب ہیں۔
اس کے کھیتوں میں کام کرتے ہیں۔"

"اور ان کھیتوں میں کیا پیدا ہوتا ہے؟"

"عام فصلیں۔ اس نے منڈ بنایا۔"

"وہ کوبے پا کے گھر کی طرف رواز ہوتے۔ پورے
گاؤں میں وہی ایک پلاٹ مکان تھا۔ اود مکان کیا۔ ایک
بست بڑی حوالی تھی۔ اس کا دروازہ بھی قلعے کے دروازے
بھی تھا۔ بست برو، اونچا اود نیلیں جڑا ہوا۔ دروازے
پر دو چوکیدار بیٹھے تھے۔ ان کے کندھوں سے خوف ہاں
قمر کی رانیں لٹک رہی تھیں۔"

"ہمیں سڑک کوبے پا سے ملا ہے۔"

"وہ نہیں ہیں۔ بست دنوں پتلے شہر گئے تھے، اب
تک دوٹ کر نہیں آئے۔"

"تو گاؤں کے دگوں کو یہ بات معلوم نہیں۔"

"نہیں۔ اس نے کہا۔"

"وہ کب نوٹیں گے؟ انھوں نے پوچھا۔

"یہ بھی مسلم نہیں۔ اس نے منڈ بنایا کہا۔

"وہ کب گئے تھے؟"

"معلوم نہیں۔ اس نے کہا۔"

جواب میں اس کے منڈ پر انپکڑ جنید کا جھر پوپ مکا
گا۔ انھیں شاید اس کی ایک فی صد بھی ایسہ نہیں تھی،

اچل کر گرا اور آٹھہ نہ سکا۔ دوسرا ہنکار بکار رہ گیا، پھر
اس نے فرد رانفل پر ہاتھ ڈال دیا، لیکن اس سے
پہلے انپکڑ جیش نے اس کا بازو پکڑ کر مروڑ دیا اور وہ
بحدی طرح بے بس نظر آئے گلا۔

اب سیدھی طرح بتاؤ۔ کوئے پا کھاں ہے؟

مجھے نہیں معلوم۔ اس نے جھلک کر کہا۔
کب گی تھا؟ وہ غرائی۔

آج سے کئی ماہ پہلے۔ پھر بوٹ کر نہیں آتے۔

اور اس نجھر کو تم لوگوں نے چھاڑ کر کھا ہے۔

اگر گاؤں کے لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے تو سب
کے سب عیلیٰ پر چڑھ دوڑیں گے۔

لیکن کیوں؟

اس پیے کر کوئے پا بہت ظالم انسان ہے۔ اس نے
یہاں ظلم کی حکومت قائم کر دی ہے۔ سب لوگ اس
کے ملازم نہیں، غلام ہیں۔ یعنی وہ ان سے کام تو پینا
ہے، انھیں دینا صرف دو وقت کی دوڑی ہے۔ ان
لوگوں کی اپنی کوئی مرضی نہیں۔ اور وہ سری بات... چونکہ
کھتے کھتے رک گی۔ اس وقت تک دوسرا اٹھ چکا تھا۔
لیکن اب اس کی رانفل گھوڑ کے قبضے میں تھی۔

”یہ تم کی کوئی دہنے ہو۔ وہ نہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔
اس کی فوج ہم پر چڑھ دوڑے گی۔
”فوج ہے انپکڑ جیش نے پوکنک کر کہا۔

”اہن، اس کے پاس پورے سو آدمیوں کی فوج ہے۔
وہ خونخوار گوریلے قسم کے لوگ ہیں۔ دوسروں کو بھیونی کی
فرج مسل دیتے ہیں۔ چند دن کے پیہے یہاں ہوتے ہیں۔
تو چند دن شہر میں رہتے ہیں۔ کوئے پا کا شہر یہی بھی
کام ہے۔“

”ادھ ادھ دھک سے رہ گئے، کیونکہ یہ تو اسی بارے
کی بات ہو رہی تھی۔ جس کے نوے کوئی وہ کام تو
کر پکھے تھے۔ اور جس کا وہ سُراغ لگاتے پھر دھے تھے،
ان پر جوش کی حالت خاری ہو گئی۔“

”دروازہ لکھوڑو۔ ہم اس گاؤں کو اس ظالم سے نجات
دلانے کا وعدہ کرتے ہیں۔ تم دونوں کو بھی آزادی مل
جائے گی۔“

”نہیں جتاب! اب یہ ممکن نہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا۔
”وہ کیسے؟“

”سو آدمی ہے کر رہداری تکتا۔ دوٹی کر دیں گے۔“
”تم ان کی تحریر نہ کرو اور دروازہ لکھوڑو۔“

اب انھوں نے گھاؤں کے وگوں کو جمع کی۔ اپنکلہ
جسٹنے ان کے سامنے ایک تقریر کی۔ انسانی بہنو دی سے
بھر پور ایک تقریر، آخر میں انھوں نے کہا:
”یہ آج سے آپ کی آزادی کا اعلان کرتا ہوں۔
میں نے آپ کے پاس کے تمام آدمی تابو میں کر لیے ہیں اور
اب وہ آپ کا یہاں آ کر کچھ نہیں بگاؤ سکتا۔
یہ کچھ ہو سکتا ہے۔ میں آپ نے اسے بھی گرفتار کر
یا ہے؟ کہی آدمی پڑائے۔
” نہیں؛ ابھی اس کی گرفتاری باقی ہے۔ یہ کام بہت
جلد ہو جائے گا۔ نکر کی فروخت نہیں۔ آپ لوگ اس
زمیں کو اپس میں تعقیم کر لیں۔
” یہ زمین کسی وقت بماری ہی تھیں۔ اس نے ناجائز
تعذیر کے ہمیں خلام بتایا تھا۔
” تو بس پھر۔ اسی حساب سے یہ زمین اپ لوگ
لے لیں۔
” اگر وہ آئیں تو...
” وہ اب اس طرف نہیں آئے گا۔ ہم ایک آدھ دن
میں ہی اسے گرفتار کر لیں گے۔
” شیک ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

” ہم یہاں نہیں کر سکتے۔
” اچھا، ایک طرف تو ہست سکتے ہو تا۔ انھوں نے تبلد
کر کہا۔
انھیں ایک طرف پٹا کر دروازہ کھول کر وہ اندر
داخل ہوتے۔ عویلی اندر سے کوششی نہیں تھی۔ اس
کی شان و شوکت باہر سے بالکل نظر نہیں آئی تھی۔
اندر ہر چیز شاہزاد طرز کی تھی۔ ہر چیز پر بے تحاش
روپیہ صرف کیا گی تھا۔ آدم اور آسائش کی ایسی چیزیں
انھوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھی ہوں گی۔
” یہاں کی ہر چیز پر سے انگلیوں کے نشانات اخبار
بھی۔ اپنکلہ جھیٹے ہو لے۔
” جی بسترا۔
” وہ نشانات اٹھانے کا سامان ساختہ لائے تھے۔
اس لیے جلد ہی یہ کام مکمل کر دی گی۔ اس کے بعد
انھوں نے ملاشی شروع کی، لیکن کوئی ایسی چیز نہ مل
سکی۔ جس کی بناء پر وہ کسی شخص کو باس نہ سمجھ سکتے۔
غائب اپنے خلاف اس نے ثبوت چھوڑنا میکھا ہی نہیں تھا،
پھر بھی انگلیوں کے نشانات تو مل ہی گئے تھے اور وہ کسی نہ
کسی صورت کام ہے بھی سمجھتے تھے۔

" آپ ووگ ان کھتوں میں کیا اگاتے رہے ہیں ؟
" افیون - اور پھر اس سے بیرونی بناتے ہیں :
" اوہ ! ان کے من سے نکلا۔

" اور وہ ہیردائی آپ کا باس شہرے جا کر خردخت کر دیتا ہے :

" ان : یہی اس کا اور اس کے آدمیوں کا کام ہے - شہر میں بھی اس کے آدمی دندناتے پھرتے ہیں :

" یکن اب نہیں دندنائیں گے - آپ ووگ اب گندم، چاول اور دوسری طالل فصلیں کاشت کریں گے :

" ہم تو ترس گئے ہیں ، ان فصلوں کو کاشت کرنے کے لئے ہے :

" تکریہ آدہ نوش ہو کر بولے .

اور پھر وہ شہر کی طرف روانہ ہوتے - اب تمام ووگ اپنیں ٹھنڈے ٹھنڈے بلا بلا کر الوداع کر رہے تھے - شہر پنج کر انپکڑ جشید نے دو تین جگہ فون کیکے - ان کی بیٹائی پر مل پڑ کر - دیسپور رکھ کر وہ بولے :

" آخر دہ تابو آہی گیا :

" کون ؟ ان کے من سے نکلا -

" باس اور کون :

" تو یہ آپ کو پتا چل گی - وہ کون ہے ؟

" ان : لیکن بہت مشکل سے پتا چلا ہے - اس قدر چالاک
بھرم بہت دنوں بعد مکرایا ہے :
" وہ کون ہے ابا جان ؟

" بس - آج شام تم اسے دیکھ بی لو گے :
" آج شام ڈا وہ پوچنکے .

" ان : آج شام - انھوں نے پر اسرادِ انداز میں کہا اور
خاموش ہو گئے .

وہ گھر پہنچ - اکرام وہاں موجود تھا :

" اسے گرفتار کر دیا یا نہیں ؟

" یہ سرہ وہ بولا .

" لے گاؤ اسے : انھوں نے کہا -

اکرام چلا گی - محمود ، فاروقی اور فرزاد نے یہاں ہو
کر ان کی طرف دیکھا -

" آپ کس کی تحریکی کی بات کر رہے ہیں - ابھی
تو آپ شام کا کر رہے تھے :

" ان : دو دنوں پاتیں بی درست ہیں " وہ سکلاتے .

" آپ ہمیں کچھ بتانے کے موڑ میں نہیں ہیں شاید ۔

" لیں : انتظار کر دیں - وہ بولے .

ہدایات کے مطابق عمل کیا گی ہے۔ جو کچھ بوا ہے۔ سب بس کی مریضی سے ہوا ہے۔ اور بس کی ہدایات کے عین مطابق ہری ہوا ہے۔ کوئی ایک کام بھی اس کی مریضی کے خلاف نہیں ہوا:

”تم کیا کہنا پاہتھے، ہونہ انپکٹر جشید بولے۔

”بس یہ کہ میں بس نہیں ہوں۔ بس تو صرف اور صرف آدمی سے میاں کو ختم کرنا پاہتا تھا، لیکن اسے آخر کار آپ نے۔ پاہیا:

”ابھی تو تم کو رہتے تھے کہ ہر کام بس کی مریضی کے مطابق ہوا ہے۔ یہ بچا یعنی پھر اس کی مریضی کے مطابق کس طرح ہو گی؟

”صرف اس ایک کام کے علاوہ:

”تم جو دل بول رہے ہو۔ بس صرف اور صرف تم ہو۔“
”جی نہیں۔ بس میں نہیں ہوں اور میں اس بات کو ثابت کر سکتا ہوں۔“ اس نے کہا۔

”وہ کیسے؟

”کوئی پا کے لوگوں سے جا کر پوچھیں۔ بس کا تدوین کیا ہے۔ وہ آپ کو بتائیں گے۔ وہ ایک بلے تھا کہ آدمی ہے، کیونکہ وہ ان کے سامنے عام آما جانا رہا ہے،

جلد ہی اکرام واپس آیا۔ اس کے ساتھ رشید شاہ تھا۔ اس کے ہاتھوں تین ہتھکڑیاں تھیں۔ وہ اسے دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے:

”بائی نواز پر گولی تم نے چلانی تھی۔ بادیک آواز ہے تھاری۔ انھوں نے اسے گھوڑا۔

”نن۔ نہیں۔“

”تھاری انگلی کا نشان اس سامنے والی عمارت سے مل گی ہے۔ ایک جگہ تم نے بے احتیاطی سے نشان چھوڑ دیا ہے۔“

”نہیں یہ غلط ہے۔ میں نے کوئی نشان نہیں چھوڑا۔“
اس کے منزہ سے بے ساختہ نکلا، پھر وہ پہلا آٹھا،

”نن۔ نہیں۔“
”آخر جو تم تھارے منزہ سے اپنے آپ بکھل گی نا۔
مشتری پا س۔“

”نن۔ نہیں۔ میں بس نہیں ہوں۔“ ہاں! اس کے لیے کام ضرور کرتا رہا ہوں۔ اس نے یہ سارا منصوبہ بھی سمجھا تھا۔

”کیا مطلب۔ کیا منصوبہ؟“
”آؤتے میاں کو قتل کرنے کا منصوبہ۔ ہر قدم پر میری

”جی۔ کیا کہا آپ نے؟ وہ مجری طرح اچھے۔ رشید شاہ
کو تو وہ حال تھا کہ سکلو تو بدن میں ہو نہیں۔
”اہ! یہی اس سادے گارڈ بار کا اصل مجرم ہے۔
لیکن اب یہ اپنی مجرمانہ زندگی سے تنگ آ گیتا۔ لہذا اس
نے اپنی مجرمانہ زندگی کو باکل ختم کرنے کا نیصد کر دی
اور یہ پروگرام بنایا کہ دوسرے ملک میں جا کر ہاتھی زندگی
شاہزاد اخواز میں گزارے۔ اسی لیے اس نے بے تھام
دولت دہان پہنچے ہی بیج دی تھی۔ اور اسی پروگرام کے
تحت اس نے یہ کہا کہ اسے دوسرے ملک بیج دیا ہائے،
اس کی یہ خواہش سن کر مجھے بہت پریشانی ہوتی تھی۔
یکوئی دوسرے ملک میں اس کے ہس کر بھی پہنچا کیں ممکن
تھا۔ پھر بھلا دہان جا کر یہ بس کے خوف سے رکس
طرح آزاد رہ سکتا تھا۔ یہی سورج کریں لے دہان اس
کی محاذی پہنچ سے شروع کرنے کا اختمام کر دیا۔ یہ دہان
پہنچتے ہی ایک دوسرے ملک فرار ہو دا تھا کہ یہے خیز
کارکنوں نے اسے پکڑا یا، یکوئی اس نے اپنی دو قوم دو اصل
اٹس کو اکرام ان کے سامنے آؤ سے میاں کے ماتحت
اندر داخل ہوا۔ آؤ سے میاں کو دیکھ کر وہ چیران رہ گئے۔
ناکہ ہم پھر اسے ٹھالش نہ کر سکیں۔ اور ہوتا بھی یہی۔

صرف ناقاب میں۔ اور کوئی پھر اپنی نیس چھپا تا رہا۔
”اس کا مطلب ہے۔ بانی نواز تم سے کتبے پا کا پتا
نہیں پوچھ رہا تھا۔ یہ بات تو تم نے اپنے پروگرام کے
مطابق بتائی تھی۔
”ہاں! لیکن اپنے پروگرام کے مطابق نہیں۔ اپنے بس
کے پروگرام کے مطابق۔
”خیر یونہی سی۔ آخر بس کا پروگرام یہ تھا۔
”آدمی سے میاں کو ہلاک کرنا۔
”یہ سادا پروگرام اس کو ختم کرنے کے سلسلے میں تو نہیں
تھا۔ اس کا مقصد تو پکھ اور ہی تھا۔
”میں ہاس کی عقل کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے منصوبے
بھی کی بھی میں نہیں آتے۔
”آج شام اس کا یہ آخری منصب تھاری بھی میں بھی
آ جائے گا۔
”جی۔ کیا مطلب؟
”آج شام تک استخارہ کرو۔
شام کو اکرام ان کے سامنے آدمی سے میاں کے ماتحت
اندر داخل ہوا۔ آدمی سے میاں کو دیکھ کر وہ چیران رہ گئے۔
”یہ دو بھی۔ اس کیس کے بس سے طوہ۔

لیکن اس کی خواہش نے مجھے چونکا دیا۔ لہذا تم لوگوں کا
بھرم عاضر ہے۔
”لیکن۔ اس نے اپنے بھی آدمیوں کو خود کو ہلاک کرنے کے
حکم دے دیا تھا۔ یہ ان کی نہیں بھی تو آنکھ تھا۔
” یہ نہیں آ سکتا تھا۔ اس نے اپنی حفاظت کا انتظام
کر دکھا تھا۔ میر پرورت بابا یہی رہتا تھا ہر وقت اخوض
لے بنایا۔

”لیکن آتا جان۔ اسے یہ سب دراما رپانے کی کیا
مزروdot تھی۔ یہ نہایت غاموشی سے اس ملک پڑا جاتا۔ یہیں
تو اس کے بارے میں کافیں کافی پتا نہ پڑتا۔“

”درالصل مجھے اس پر اس سارے ڈرائے سے پڑے
شک ہو چکا تھا۔ اکرام نے آدھے میان کی حرکات د
سکنات کی ایک روپرٹ مجھے پیش کی تھی۔ لیکن اس
روپرٹ کے پیش کرنے کی خبر اسے بھی ہو گئی اور اس
طرح اس نے فرار کا منظوبہ بنایا۔“

”اوہ اُوہ دھک سے رہ گئے۔
اوہ بھرم کا سر بھکا پلا گی، یکبھی نہ اٹھنے کے
لیے ایسے میں نون کی گھنٹی بھی۔“ دوسرا طرف پرور فر
داواد تھے۔ اور کہ رہے تھے:

”مجھی تم نے جو لفاذ بھیجا۔ اس میں واقعی بھی تھا۔
اڑے باپ رے۔
آن کے متذہ سے ایک ساتھ نکلا۔



۸۰۸۹۲